REGD No E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ای۔ پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر

محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

ششماہی ۵۰-۳

ممالک غیر ۵۰-۷ روپے

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۳ وفا ۱۳۳۷ہش | ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ | ۳ جولائی ۱۹۵۸ء | نمبر ۲۵

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان ۲۹ جون۔ مطابق ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ

آج پونے آٹھ بجے صبح مسجد اقصےٰ میں محترم مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسنون طریق پر عید الاضحیہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔ اس مبارک تقریب میں مقامی جملہ احباب کے علاوہ عید کی نماز میں شمولیت کے لئے کئی مسلمان ملازم بھی قریب کے مقامات سے آئے جن کی مہمان نوازی بھی کی گئی۔ نیز کئی سکھ اور ہندو دوست اردگرد کے علاقہ جات سے اس موقعہ پر آئے۔ ان کی بھی ضیافت کی گئی۔

محترم امیر صاحب مقامی نے خطبہ کے آغاز میں عیدین کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ایک کا نام عید الفطر دوسری "عید الاضحیہ" کہلاتی ہے۔ ان کے ناموں سے ہی ان کی حقیقت اور کنہہ کا پتہ چلتا ہے۔ جبکہ عید الفطر روزے چھوڑنے پر منائی جاتی ہے اور عید الاضحیہ سے مخفی قربانی کی عید ہے۔ پہلی عید میں ایک انسان اپنے نفس کو متواتر ایک ماہ ریاضت میں ڈال کر خدا تعالےٰ کی رضاء حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور چونکہ اس کے کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اس لئے قربانی کے دائرہ کو وسیع کرتے ہوئے اُسے اپنے متعلقین کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار رہنے کا جو حق دوسری عید یعنی عید الاضحیہ سے ملتا ہے۔

آپ نے بتایا کہ عید الاضحیہ یادگار ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قربان کرنے کی جبکہ دونوں باپ بیٹا خدا تعالےٰ کے حکم کی بجا آوری میں بالکل تیار ہو گئے۔ محترم امیر صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اپنی بیوی حضرت ہاجرہ کو بے آب و گیاہ وادی میں محض خدا کے سہارا پر چھوڑ آنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح حضرت ہاجرہ نے اپنے بچے کے لئے پانی کی تلاش میں صفا مروہ کے سات چکر لگائے اور بالآخر معجزانہ طور پر زمزم کا چشمہ پھوٹ نکلا۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا درحقیقت یہی مطلب تھا کہ خدا کی رضاء کے لئے اُن کی تربیت اس رنگ میں ہو کہ دین کی اشاعت اور اُس کی خدمت میں اپنی زندگی وقف کریں۔

اسی موقعہ پر آپ نے احمدیہ جماعت کے جملہ افراد کو حضرت ابراہیم ثانیؑ کی روحانی اولاد ہونے کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اگر ہم بھی اس سنت کو قائم کریں گے تو ہمارا انجام بھی اسی طرح اچھا ہوگا۔ جیسے ابراہیمؑ اول اور اس کی نیک اولاد کا ہوا۔ اسی لئے ہمیں بھی اپنے نفسوں اور اولادوں کی قربانی کا مادہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد محترم مولوی صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۲۷ء پڑھ کر سنایا جس میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے عید الاضحیہ کو اولاد کی قربانی کی عید قرار دیتے ہوئے اس کی اعلےٰ طور سے روحانی تربیت کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور فرمایا:۔

"اگر تم بھی چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے فیوض تم پر اور تمہاری اولاد پر ہمیشہ نازل ہوتے رہیں تو اپنی اولاد کو دنبہ کی طرح نہ پالو۔ بلکہ اس کی روحانی اصلاح کی فکر کرو۔ خدا تعالےٰ کی محبت ان کے دل میں پیدا کرو۔ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ اس میں پیدا کرو اگر تم اصلاح کی طرف اسی طرح توجہ کرو گے (باقی صفحہ ۲ پر)

انباء احمدیہ

ربوہ ۲۸ جون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مری سے ۲۸ جون کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۸ جون۔ ۲۴ جون تا ۲۸ جون ضلع گورداسپور کے ہائی سکولز کے اجتماعی ٹورنمنٹ منعقدہ قادیان میں والی بال چیمپئن شپ حاصل کرنے والی ٹیم کے ساتھ احمدیہ سکول کی ٹیم کا نمائشی مقابلہ ہوا جس میں احمدیہ سکول کی ٹیم جیت گئی۔

قادیان ۲۹ جون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بذریعہ تار احباب جماعت کو السلام علیکم اور عید مبارک کا پیغام بھیجا۔ جسے محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ نے خطبہ عید کے بعد مقامی احباب تک پہنچایا۔ فجزاہ اللہ خیرا۔

قادیان یکم جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔

جماعت احمدیہ کو مصر و شام میں ہرگز خلاف قانون قرار نہیں دیا گیا۔

سراسر مبالغہ آمیز اور گمراہ کن افواہوں کی تردید

(از وکالت تبشیر ربوہ)

گذشتہ دنوں پاکستان کی بعض اخبارات میں مصر اور شام میں جماعت احمدیہ کو خلاف قانون قرار دیئے جانے کے متعلق سراسر مبالغہ آمیز اور گمراہ کن خبریں اور تبصرے شائع ہوئے۔ انکی تردید میں وکالت تبشیر ربوہ کی طرف سے حسب ذیل نوٹ سلسلہ کے اخبار روزنامہ الفضل مجریہ ۱۴ جون میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ ایسی افواہوں کو بعض بھارتی اخبارات نے بھی نقل کیا اسلئے امید ہے کہ اس نوٹ کی اشاعت جہاں احباب جماعت کو حقیقت الامر سے واقفیت کا موجب ہوگی وہاں ہر دو ممالک میں اس گمراہ کن پراپیگنڈا کی حقیقت بھی واضح ہو جائے گی۔ (ایڈیٹر)

دمشق میں ہمارے دار التبلیغ کے بند ہونے کے متعلق بعض پاکستانی اخبارات میں وقتاً فوقتاً جو افواہیں شائع ہوئی ہیں بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بارہ میں احباب جماعت کو صحیح حالات سے آگاہ کیا جائے۔

جماعت احمدیہ کا مرکز شام میں شاغور زاویۃ الحصنی دمشق میں واقع ہے زاویۃ الحصنی جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے ہمارے مبلغ انچارج سید منیر الحصنی صاحب کے آباء و اجداد کی جائداد ہے جو وقف آرڈی ننس کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ وہاں کے بعض شرپسند عناصر نے مدیر الاوقاف کو اکسایا جس پر انہوں نے وقف آرڈی ننس ایکٹ کے ماتحت زاویہ کو مقفل کرا دیا۔ چنانچہ مدیر الاوقاف کے اس اقدام کے خلاف وہاں کے سپریم کورٹ کو توجہ دلائی گئی۔ جس پر کورٹ نے 'stay orders' دیا اور لکھا کہ اگر منیر الحصنی کے خلاف کوئی شکایات ہیں تو اس کا فیصلہ خود کورٹ نے کرنا ہے۔ اس لئے زاویہ کی چیزوں کو ضبط نہ کیا جائے۔ یہ بات سراسر غلط ہے کہ صدر متحدہ عرب جمہوریہ کرنل جمال عبد الناصر نے مصر اور شام میں جماعت احمدیہ کو خلاف قانون جماعت قرار دیا ہے۔

حال ہی میں ہمارے مبلغ انچارج سید الحصنی نے کرنل جمال عبد الناصر کو بعض کتابیں بھجوائی ہیں۔ جس پر کرنل صاحب نے نہ صرف ان کا شکریہ ادا کیا۔ بلکہ اس بات کا بھی اظہار کیا کہ عوام بھی ان کتابوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ ان کا خط شام کے مشہور اخبار "صوت العرب" مورخہ ــــ ۱۵ مئی ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا ہے۔

اس سے قارئین پر واضح ہو جائے گا۔ کہ جو کچھ اخبارات میں افواہیں اس سلسلہ میں شائع ہوتی رہی ہیں وہ سراسر مبالغہ آمیز اور گمراہ کن ہیں۔ اس ضمن میں ایک اور واقعہ بھی ہوا ہے۔ جس کا ان اخبارات نے عمداً ذکر نہیں کیا۔ بعض شریر لوگوں کی شکایت پر سید سلیم حسن الجابی (جو حال ہی میں ربوہ میں تعلیم حاصل کرکے واپس اپنے وطن شام گئے ہیں) کے گھر پر پولیس نے چھاپہ مارا۔ اور سلسلہ کی بعض کتب لے گئے۔ جب مجسٹریٹ کے سامنے ان کو پیش کیا گیا۔ تو مجسٹریٹ نے نہ صرف انہیں بری کر دیا۔ بلکہ کہا کہ اس میں کوئی بات اسلام کی تعلیم کے خلاف نہیں اور جماعت احمدیہ کو ایک اسلامی جماعت قرار دیا ہے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے ــــ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۳ جولائی ۱۹۵۸ء

ایک اصلاحی قدم؟

استفہامیہ علامت کے بغیر اس عنوان سے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے صدق جدید مجریہ ۲۰ جون میں غیر مبایعین کے ایک اصلاحی کارنامہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"پیغام صلح" لاہوری جماعت احمدیہ کا پرانا اور معروف نقیب ہے۔ اس کا تازہ مسیح موعود نمبر آفرینی کا چھپا ہوا حسب معمول خوب ضخیم و مفصل پیش نظر ہے سرورق پر بانی سلسلہ مرزا صاحب کی تصویر حسب دستور درج ہے لیکن نام کے ساتھ اب کی خلاف دستور بجائے مسیح موعود مہدی مسعود" علیہ السلام" کے حرف "رحمۃ اللہ علیہ" ہے

اس کے بعد "علیہ السلام" اور "رحمۃ اللہ" کے دعائیہ فقرات کا فرق بیان کرتے ہوئے بایں الفاظ پیغام صلح کو مبارکباد پیش کرتے ہیں:-

"علیہ السلام" کے لفظی معنے جو کچھ بھی ہوں اصطلاح میں یہ دعائیہ فقرہ حضرات انبیاء کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے۔ اس کے لکھنے کے معنے ہی یہ ہوتے ہیں کہ لکھنے والا اپنے اس ممدوح کو پیمبر برحق سمجھ رہا ہے جس طرح کے پیمبر اور ہو چکے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ کے اصطلاحی معنے یہ نہیں۔ ممدوح کی پیمبری نہیں صرف بزرگی ظاہر کرتا ہے۔ جماعت لاہوری یہ اصلاح کر کے اپنے آپ کو عامۂ مسلمین سے قریب تر لے آئی۔ اور اس پر مبارکباد کی مستحق ہے۔ ممکن ہے کہ اتنی اصلاح وہ اس سے قبل ہی کر چکی ہو۔ بہرحال نظر اس بار پڑی۔ خدا کرے یہ اصلاحی قدم اور بھی ایسی ہی اصلاحوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔"

کچھ عرصہ سے ہم بھی اس اصلاح کو اپنے طور پر نوٹ کر رہے تھے۔ مگر مولانا دریابادی صاحب تحسین و مبارکبادی میں نمبر لے گئے۔ اب تو علماء کرام کی طرف سے غیر مبایعین کو منافقت کا طعنہ ملنے پر پیغام صلح کے یہ "اصلاحی" قدم اور مولانا دریابادی صاحب کا یہ اظہار بطور سند پیش کئے جا سکتے ہیں!! اور سچ تو یہ ہے کہ ایسی "صفائی" کی ضرورت بھی صرف اسی وقت تک ہے۔ جب عقائد احمدیت کا کوئی نہ کوئی پہلو غیر مبایعین میں نمایاں ہے لیکن حسب پروگرام جب آہستہ آہستہ پورے طور پر "عامۃ المسلمین" سے ایسے مل جل گئے کہ کوئی امر باعث امتیاز نہ رہا۔ تو اس قسم کی صفائی کی بھی چنداں ضرورت نہ رہے گی!!

افسوس سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے اجراء کا انکار بھی کیا کچھ نتائج منکرین کے سامنے لا رہا ہے۔ کاش اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی جائے!

آج سے ۴۵ سال قبل جب یہ لوگ نظام خلافت سے علیحدہ ہوئے تو پہلے پہل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے نبوت سے انکار کیا۔ اور حضور علیہ السلام کی اپنی محکم تحریرات اور مسیح موعود کے زمانہ میں منکرین خلافت کی واضح تحریرات کے علی الرغم آج تک اس انکار پر اصرار چلا آتا ہے۔ مگر غنیمت ہے کہ حضور کو مجدد صدچہاردہم قرار دیتے ہوئے یہ لوگ آپ کو مسیح موعود تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور اسی کی مناسبت سے آپ کے ذکر پر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ فقرات بکثرت استعمال کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس "جدید" اصلاحی قدم پر نظر کرتے ہوئے کچھ بعید نہیں کہ کسی وقت حضور کے اس واضح دعوے کی بھی تاویل کر لی جائے تا اس وجہ سے بھی جو عامۂ مسلمین سے کچھ امتیاز ہے وہ بھی ختم ہو جائے۔

غیر مبایعین کی یہ ذہنی گراوٹ بھی کس قدر افسوسناک ہے کہ ایک شخص کو متعدد حقائق کی روشنی میں علیٰ وجہ البصیرۃ "مسیح موعود" تسلیم کرتے ہوئے اس کے حق میں یوں صدی تک "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے دعائیہ کلمات استعمال کئے مگر اب ان کی جگہ رحمۃ اللہ علیہ کا استعمال شروع کر دیا۔ حالانکہ آثار میں بھی حق مسیح موعود کے لئے جن الفاظ میں دعائیہ کلمات روایت ہوئے ہیں وہ یہی ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ان مبارک کلمات کو بدلا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا:-

من ادرک منکم عیسیٰ بن مریم فلیقرئہ منی السلام۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۲۶)

یعنی تم میں سے جو شخص عیسیٰ بن مریم کو پائے وہ میری طرف سے اُسے سلام پہنچا دے۔

اس لحاظ سے غیر مبایعین کی پوزیشن بھی بڑی دلچسپ بن جاتی ہے کہ ایک طرف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو مسیح موعود قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کے اس دعویٰ پر ایمان لاتے ہیں مگر وہ دعائیہ کلمات جو اس منصب کے پیش نظر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں فرمائے۔ آپ کے نام کے ساتھ استعمال کرنے میں کوتاہی سے کام لے رہے ہیں۔ اب اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ سمجھا جائے کہ آج تک غیر مبایعین کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نبوت تشریعی سے انکار صریح غلطی پر مبنی تھا۔ کیونکہ آپ کے دعاوی میں سے ایک بڑا دعوے "مسیح موعود" ہونے کا تھا۔ اور مسلم کی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو صریح طور پر نبی اللہ کے نام سے پکارا ہے! اور اسی پہلو سے احمدیہ جماعت آپ کے نام کے ساتھ ہمیشہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ کلمات استعمال کرتی رہی —

اور یا پھر یوں صدی گذر جانے کے بعد غیر مبایعین کے اس ایمان و اعتقاد میں ضعف و خلل واقع ہو گیا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نزول مسیح والی جملہ پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر نظر کرنے سے جماعت احمدیہ کو حاصل رہا ہے۔ اور اسی لئے یہ جدید تبدیلی عمل میں لائی جانے لگی ہے!!

اور عجیب تر بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے حق میں انہیں دعائیہ کلمات کو نہ صرف استعمال کرتے پایا اور اُسے ناپسند نہیں کیا۔ بلکہ جب بعض کوتاہ فہم مخالفین کی طرف سے اس بات کو بطور اعتراض پیش کیا گیا۔ تو نہایت ہی مدلل اور تحقیقی جواب سے معترض کا منہ بند کیا۔ چنانچہ "علیہ السلام" کے دعائیہ کلمہ کو چھوڑ کر بعض مصالح کی بنا پر رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال میں "اصلاحی قدم" اٹھانے والے غیر مبایعین کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی عبارت ہی بہت حد تک آنکھیں کھول دینے کا موجب ہے آپ نے فرمایا:-

"بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتی ہے۔ اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اُس کو پاوے میرا سلام اُس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا صحابہؓ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا؟"

(اربعین ۲ صفحہ ۶)

بہت ممکن ہے کہ غیر مبایعین کی طرف سے دعائیہ کلمات میں یہ تبدیلی عامہ مسلمین کو زیادہ قریب لانے کے لئے عمل میں لائی گئی ہو۔ جیسا کہ مولانا عبدالماجد صاحب بھی اس "اصلاح" سے اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس کوشش میں وہ لاشعوری طور پر اپنی اُس اعلیٰ پوزیشن کو چھوڑ رہے ہیں جو مامور وقت کی جماعت ہونے کے باعث انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوئی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی مامور دنیا کی اصلاح کیلئے مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ذریعہ اچھے اور بُرے میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا امتیاز نہ ہو تو اس برگزیدہ انسان کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُس نے اس زمانہ میں ایک ایسا بندہ مبعوث فرمایا جس کی شناخت سے خوش نصیب افراد کو دلی صفائی اور طہارت باطنی کا موقعہ میسر آیا۔ اب ان کی پاکیزہ روح کیونکر گوارہ کر سکتی ہے کہ جس گندے ماحول سے وہ نکلے تھے اسی میں پھر لوٹ جائیں — اس کے برعکس چونکہ نیکی میں بہت بڑی قوت ہوتی ہے۔ اسلئے اس کا دائرہ ہمیشہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ مامور وقت کے ہاتھوں اصلاح یافتہ افراد کے رنگ میں دوسری دنیا بھی رنگین ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے لئے بڑے استقلال اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ لیکن جو لوگ اس قدرتی طریق سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی عقل کو کام میں لاتے ہیں اور روحانی طریق کار کو چھوڑ دیتے ہیں کہ ایک طرف وہ مامور وقت کے متبعین میں بھی شمار ہوں تو دوسری طرف غیر تربیت یافتہ افراد سے بھی ویسا ہی خلا ملا رکھیں تو یہ غیر طبعی صورت ہے جس کا نتیجہ کسی صورت میں بھی ان کے حق میں اچھا نہیں نکل سکتا اس کی واضح مثال دہکتے کوئلوں اور راکھ کی ہے۔ دہکتے کوئلوں میں جتنے بجھے ہوئے کوئلے رکھتے چلے جاؤ سب کے سب آگ سے روشن ہوتے چلے جائیں گے۔ لیکن اگر راکھ (باقی صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

سچا مومن وہی ہے جو قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرے

تمہارا فرض ہے کہ پردہ کے متعلق خدا اور اس کے رسول کے حکم کی پابندی کرو اور مداہنت سے کام نہ لو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۶ رجون ۱۹۵۸ء بمقام مری

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران رکوع ۲)

اس کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی ایمان مقبول ہوتا ہے جس میں

کامل فرمانبرداری اور اطاعت

اختیار کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔ صرف منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہنا یا ظاہر میں آکر بیعت کر لینا یا کلمہ شہادت پڑھ لینا خدا تعالیٰ کے حضور کوئی حقیقت نہیں رکھتا اس کا نام دین رکھنا دین سے تمسخر اور استہزاء کرنا اور اپنی منافقت اور بے ایمانی کا ثبوت دینا ہے۔ وہی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سچا مومن سمجھا جا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور اس کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر پوری طرح رکھتا ہے۔ اگر وہ

خدا تعالیٰ کے احکام

کی اطاعت نہیں کرتا تو چاہے وہ دس ہزار دفعہ کلمہ پڑھے وہ بدر بد کا بدر بد اور ابوجہل کا ابوجہل رہتا ہے۔ اور چاہے دس ہزار دفعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا یہ دعویٰ ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی کامل اطاعت اور کامل فرمانبرداری ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو سچا مومن بناتی ہے۔ ورنہ وہ اگر دس کروڑ دفعہ بھی کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ تو وہ کذاب اور جھوٹا ہے

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ

اسی

حقیقت کا اظہار

کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران) یعنی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کے سوا اگر کوئی اور طریق اختیار کرے تو اسے کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس صرف منہ سے مسلمان کہنا یا احمدی کہلا لینا کسی کو فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ نہ دکھایا جائے۔

میں دیکھتا ہوں

کہ اکثر احمدی چندہ تو دینے لگ گئے ہیں۔ اور ان کا ایک معتدبہ حصہ نمازیں بھی باقاعدہ پڑھتا ہے۔ لیکن جب سے پاکستان بنا ہے۔ بعض احمدیوں میں سے پردہ اٹھ گیا ہے۔ اور زیادہ تر یہ نقص مالداروں میں پایا جاتا ہے مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ یہ بے غیرت اور بزدل لوگ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانی انہوں نے اپنی قوم کی کیا خدمت کرنی ہے۔ قوم کی خدمت کرنے والے تو وہ لوگ تھے جنہوں نے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں ان کے واقعات پڑھ کر انسان کا دل محبت کے جذبات کے ساتھ لبریز ہو جاتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عربوں میں پردہ کا کوئی رواج نہیں تھا۔ بلکہ اسلام میں بھی شروع میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا۔ اس زمانہ میں خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی پردہ نہیں کیا کرتی تھیں۔ مگر جب

پردہ کا حکم

نازل ہو گیا۔ تو ایک نوجوان نے اپنے رشتہ کے لئے ایک گھر پسند کیا۔ باپ نے کہا مجھے تمہارا رشتہ منظور ہے۔ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ خوش شکل ہو اور اپنی روزی بھی کماتے ہو اس لئے مجھے تمہیں رشتہ دینے میں کوئی عذر نہیں۔ اس نے کہا اگر آپ تیار ہیں تو پھر لڑکی دکھا دیں۔ بغیر دیکھنے کے میں کس طرح شادی کر لوں۔ باپ کہنے لگا۔ کہ میں لڑکی دکھانے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اسی وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے فلاں جگہ شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ لڑکی کی شکل کیسی ہے

میں چاہتا ہوں

کہ ایک دفعہ اسے دیکھ لوں تا کہ میری تسلی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا بیشک پردے کا حکم نازل ہو چکا ہے۔ مگر یہ غیر عورت کے لئے ہے۔ جس لڑکی کے ساتھ رشتہ طے ہو جائے۔ اور ماں باپ بھی منظور کر لیں۔ اگر اسے لڑکا دیکھنا چاہے۔ تو ایک دفعہ دیکھ سکتا ہے۔ تم اس کے باپ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہہ دو کہ وہ تمہیں لڑکی دکھا دے۔ اگر رشتہ کا سوال نہ ہو تب تو بیشک پردہ ہو گا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی جگہ رشتہ کرنے پر رضامند ہو جائے اور لڑکی کے ماں باپ راضی ہو جائیں تو تسلی کرنے کے لئے ایک دفعہ دیکھنا جائز ہے۔ وہ گیا اور اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام اسے پہنچا دیا۔ مگر

معلوم ہوتا ہے

اس لڑکی کے باپ کے اندر ابھی اسلام پوری طرح راسخ نہیں ہوا تھا۔ جب اس نے کہا کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ آیا ہوں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب تمہارا ایک جگہ رشتہ طے ہو گیا ہے تو اب وہ تمہاری منسوبہ ہے اور منسوبہ کو شادی سے پہلے تسلی کے لئے دیکھنا جائز ہے۔ تو باپ کہنے لگا۔ میں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ تمہیں اپنی لڑکی دکھا دوں۔ تمہاری مرضی ہے رشتہ کرو یا نہ کرو۔ جس وقت اس نے یہ بات کہی اس کی لڑکی پردہ میں بیٹھی ہوئی سب باتیں سن رہی تھی وہ جھٹ اپنا منہ کھول کر سامنے آ گئی۔ اور کہنے لگی میں ایسے باپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں جو کہتا ہے کہ مجھے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم کی بھی پرواہ نہیں۔ میں اب تمہارے سامنے آ گئی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ مگر وہ نوجوان بھی بڑے ایمان والا تھا۔ اس نے جھٹ اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور گردن جھکا لی۔ اور کہنے لگا۔ میں تیرے جیسی مومن عورت کی شکل دیکھے بغیر ہی تجھ سے شادی کروں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ جس عورت کے اندر اتنا اخلاص اور ایمان پایا جاتا ہے۔ اس کی شکل دیکھ کر اس کی ہتک کروں۔ اب میں بغیر دیکھنے کے ہی نکاح کروں گا۔ چنانچہ اس نے نکاح کر لیا۔

یہ تھا ان لوگوں کا اخلاص

اور یہ تھی ان لوگوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت۔ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ مگر لڑکی کہتی ہے کہ باپ بیشک مخالفت کرتا رہے میں ایسے باپ کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرنے والا نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ منسوبہ کی شکل دیکھنی جائز ہے تو میرا باپ کون ہے جو اس میں روک بنے۔ میں اب تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔ تم مجھے دیکھ لو اور اس نوجوان کا اخلاص دیکھو کہ وہ کہتا ہے۔ میں ایسا ایمان رکھنے والی عورت کو دیکھ کر اس کی ہتک کرنا نہیں چاہتا۔ میں اب بغیر دیکھے ہی اس سے شادی کروں گا۔ یہی لوگ تھے جو اسلام کے لئے اپنی جانیں بلا دریغ قربان کرتے چلے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اور اب ہماری ہر چیز ان کی ہو گئی ہے۔

احد کے موقعہ پر

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط فہمی سے یہ مشہور ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ تو مدینہ کی عورتیں پاگل ہو کر اپنے گھروں سے نکلیں۔ اور احد کی طرف دوڑ پڑیں۔ احد مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا ایک عورت اسی جنون میں دوڑی چلی آ رہی تھی، کہ اسے سامنے سے اسلامی لشکر واپس لوٹتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ایک صحابی کے پاس پہنچی اور کہنے لگی مجھے بتاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ وہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ اور سلامت دیکھ چکا تھا اور اس کا دل مطمئن تھا۔ اس لئے بجائے اس کے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اسے کوئی جواب دیتا۔ اس نے چاہا کہ اس عورت سے تعلق رکھنے والی جو بات ہے وہ میں اسے بتا دوں چنانچہ وہ کہنے لگا بی بی مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا

باپ اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ وہ کہنے لگی۔ میں نے تجھ سے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھا۔ میں تو تجھ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھ رہی ہوں

کہ آپ کا کیا حال ہے

وہ کہنے لگا۔ بی بی مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا خاوند بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس نے پھر کہا کہ میں نے تجھ سے اپنے خاوند کے متعلق بھی نہیں پوچھا۔ میں تو تجھ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کر رہی ہوں۔ وہ کہنے لگا بی بی مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا بھائی بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ وہ کہنے لگی میں نے تجھ سے اپنے بھائی کا حال بھی کب دریافت کیا ہے۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ وہ کہنے لگا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں اور آپ زندہ ہیں تو خواہ میرا باپ مارا جائے یا خاوند مارا جائے یا بھائی مارا جائے۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ضرورت ہے۔ پھر وہ آگے دوڑ پڑی۔ اور اس نے کہا مجھے بتاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں کھڑے ہیں۔ تاکہ میں اپنی آنکھوں سے بھی آپ کو دیکھ لوں۔ اور مجھے

یقین ہو جائے

کہ آپ زندہ اور سلامت ہیں۔ جب اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ تندرست کھڑے دیکھا تو وہ دوڑ کر آپ کے پاس پہنچی۔ اس نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اور اسے محبت کے ساتھ بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے یہ کیا کیا آپ کے متعلق ایسی خبر مشہور ہو گئی۔ گویا اس صدمہ اور جنون کی حالت میں اسے یہ بھی ہوش نہ رہا کہ کیا کوئی آپ بھی اپنے متعلق ایسی خبر مشہور کیا کرتا ہے اور کہنے لگی یا رسول اللہ یہ جھوٹی خبر بھی آپ کے متعلق کیوں مشہور ہو گئی۔

یہ وہ بہادر عورتیں تھیں

جنہیں اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کسی اور چیز کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ ان کے اندر سچا ایمان پایا جاتا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ اصل چیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔ اگر اس رستہ میں ہمارا باپ مارا جاتا ہے یا خاوند مارا جاتا ہے یا بھائی مارا جاتا ہے تو ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اس صدمہ کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے۔ اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کو سب سے مقدم سمجھنا چاہیئے۔

اسی طرح جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اُحد سے واپس آ رہے تھے

تو ایک انصاری جن کا بھائی اس جنگ میں مارا گیا تھا۔ اس فخر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑے چلے آ رہے تھے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیریت سے مدینہ میں لے آئے ہیں۔ جب آپ مدینہ کے دروازہ پر پہنچے تو وہاں ایک عورت کھڑی تھی۔ وہ انصاری کہنے لگے یا رسول اللہ میری ماں۔ یا رسول اللہ میری ماں۔ ان کا منشا یہ تھا کہ یہ میری بڑھیا ماں ہے اور اس کا بیٹا جنگ میں مارا گیا ہے جس کی وجہ سے اسے شدید صدمہ ہوگا۔ آپ اس کی دلداری فرمائیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا۔ مائی مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا

بیٹا اس جنگ میں مارا گیا ہے

اس کی بینائی کمزور تھی۔ اس نے بتر بتر دیکھنا شروع کر دیا۔ کہ یہ آواز مجھے کہاں سے آ رہی ہے۔ جب اس کی نظر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر ٹک گئی اور اس نے آپ کو پہچان لیا۔ تو وہ کہنے لگی۔ یا رسول اللہ آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں جب آپ سلامت ہیں تو پھر میرے بیٹے کی وفات کیا چیز ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے۔

قربانی اور اخلاص اور فدائیت کے یہ عظیم الشان نمونے

صحابہؓ نے اسی لئے دکھائے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لائے تھے۔ اور ہر قدم پر آپ کی اطاعت کرنا فرض سمجھتے تھے چنانچہ سر ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" میں لکھتا ہے کہ احزاب میں کفار کا اتنا بڑا لشکر جمع ہوا۔ مگر پھر بھی شکست کھا گیا۔

اس کی وجہ صرف یہی تھی

کفار سے ایک سیاسی غلطی ہوئی۔ اور وہ یہ کہ جب وہ خندق پار کر کے اس طرف آ جاتے تھے۔ جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ تھا تو وہ بیوقوفی سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپ پر اتنے فدا تھے کہ جب وہ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں کا منشاء یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ تو مرد عورتیں اور بچے پاگلوں کی طرح دشمن کے لشکر کے سامنے آ جاتے تھے اور اس کو شکست ہو جاتی تھی۔ اگر وہ یہ بیوقوفی نہ کرتے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف رُخ کرتے تو ممکن ہے ان کو احزاب میں فتح ہو جاتی۔ یہ عشق کا جنون کامل ایمان اور کامل فرمانبرداری کی وجہ سے ہی تھا۔ ان لوگوں میں تو ایمان تھا۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ صحیح الفطرت غیر مسلموں میں بھی غیرت ہوتی ہے

جب میں نے ۱۹۱۲ء میں حج کیا

تو میں ایک اٹیلین جہاز میں بیٹھ کر پہلے مصر گیا تھا۔ اور پھر مصر سے حج کے لئے گیا تھا۔ اس اٹیلین جہاز پر ایک ڈاکٹر تھا۔ جس کی بیوی مر چکی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ تم دوبارہ شادی کیوں نہیں کرتے۔ کہنے لگا کہ میں اگر شادی کروں گا تو ایشیا میں کروں گا۔ میں یورپ میں نہیں کروں گا۔ اس کی طبیعت کچھ مذاقیہ تھی۔ اس نے نقل کر کے مجھے دکھایا اور کہا کہ یورپین عورت جب خاوند آتا ہے تو منہ بسور کے بیٹھ جاتی ہے۔ اور جب غیروں کے سامنے جاتی ہے۔ تو پاؤڈر اور لپ سٹک لگاتی ہے۔ میں ایسی عورت سے شادی نہیں کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی شرط نہیں۔ غیر متمدن انسان خواہ کسی مذہب کا ہو۔ ایسی حرکات سے پرہیز کرنا پسند کرتا ہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ

خطبہ پڑھ رہے تھے

کہ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے مسجد میں جگہ تنگ تھی۔ اور لوگوں نے کناروں پر کھڑے ہو کر خطبہ سننا شروع کر دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ ایک صحابی رضؓ اس وقت مسجد کی طرف آ رہے تھے۔ اور ابھی گلی میں ہی تھے کہ ان کے کانوں میں یہ آواز پہنچ گئی اور وہ

اسی وقت زمین پر بیٹھ گئے

اور انہوں نے گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ کوئی شخص پیچھے سے آ رہا تھا۔ وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ اتنے بڑے آدمی ہو کر آپ نے اکڑوں بیٹھ کر پیروں کے بل چلنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا میرے کان میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ابھی یہ آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ اس لئے میں یہ آواز سنتے ہی بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگا۔ یہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا ہوگا۔ جو مسجد میں کھڑے ہوں گے۔ آپ سے تو نہیں کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کہا ہوگا لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اور اس وقت میری جان نکل گئی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم ایسا رہ جائے گا جس کی میں نے اطاعت نہیں کی ہو گی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ خواہ آپ نے کسی کو مخاطب کیا ہو۔ میرے کانوں میں آپ کی ایک آواز پڑ گئی ہے تو میں اس کی تعمیل کروں

یہ وہ اطاعت کی روح تھی

جو صحابہ میں پائی جاتی تھی۔ اسی طرح دیکھ لو شراب کی عادت کتنی خطرناک چیز ہے لوگ زور لگاتے ہیں مگر یہ عادت نہیں چھٹتی۔ عرب میں بھی اسلام سے پہلے شراب کا بہت رواج تھا۔ حتیٰ کہ امراء پانچ نمازوں کے اوقات میں پانچ دفعہ شرابیں پیا کرتے تھے۔ اور اس پر فخر کرتے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی تو جس مجلس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ اس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے تو سن لیا مگر وہ لوگ جو گھروں میں تھے ان کے کانوں تک ابھی یہ بات نہیں پہنچی تھی۔ ایک جگہ شادی کی تقریب تھی۔ اور

شراب کے مٹکے

بھر کر انہوں نے رکھے ہوئے تھے۔ ایک دو مٹکے ختم ہو چکے تھے اور تین چار باقی تھے۔ اور پھر وہ سارے کے سارے شراب کے نشہ میں مخمور تھے۔ اتنے میں ایک شخص گلی میں سے گذرا۔ اور اس نے کہا کہ سنو آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج سے میں مسلمانوں پر شراب کی حرمت کا اعلان کرتا ہوں۔ اس وقت ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی طرف دیکھا اور کہا۔ اس سے پوچھو تو سہی یہ کیا کہہ رہا ہے۔ دوسرے نے ڈنڈا اٹھایا اور شراب کے مٹکوں کو توڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ شراب بہتے ہوئے گلی تک پہنچ گئی۔ وہ کہنے لگا تم نے یہ کیا کیا پہلے پوچھ تو لینا تھا۔ کہ کیا بات ہوئی ہے۔ اس نے کہا جب ہمارے کانوں میں یہ آواز پہنچ گئی ہے۔

کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو حرام کر دیا ہے تو میں پہلے مٹکہ کو توڑوں گا۔ اور پھر پوچھوں گا کہ کیا بات ہے۔ یہ وہ طریق تھا جس پر صحابہؓ نے قدم مارا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کمال تک پہنچا دیا۔ میں اس خطبہ کے ذریعہ ان لوگوں کو جو اپنی بیویوں کو بے پردہ رکھتے ہیں

تنبیہ کرتا ہوں

اور انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ باقی احمدی بھی مجرم ہیں کیونکہ محض اس لئے کہ فلاں صاحب بڑے مالدار ہیں تم ان کے ہاں جاتے ہو اور ان سے مل کر کھانا کھاتے ہو اور ان سے دوستی اور محبت کے تعلقات رکھتے ہو۔ تمہارا تو فرض ہے کہ تم ایسے آدمی کو سلام بھی نہ کرو۔ تب بے شک سمجھا جائے گا کہ تم میں غیرت پائی جاتی ہے۔ اور تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کروانا چاہتے ہو۔ لیکن اگر تم ایسے شخص سے مصافحہ کرتے ہو اس کو سلام کرتے ہو اور اس سے تعلقات رکھتے ہو تو تم بھی ویسے ہی مجرم ہو جیسے وہ ہیں۔ پس آج

میں یہ اعلان کرتا ہوں

کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو بے پردہ باہر لے جاتے اور مکسڈ پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اگر وہ احمدی ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان سے کوئی تعلق نہ رکھو نہ ان سے مصافحہ کرو۔ نہ انہیں سلام کرو۔ نہ ان کی دعوتوں میں جاؤ۔ اور نہ ان کو کبھی دعوت میں بلاؤ۔ تاکہ انہیں محسوس ہو کہ ان کی قوم اس فعل کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ لیکن

غیر احمدیوں کے متعلق

ہمارا یہ قانون نہیں۔ کیونکہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اور ہمارے فتوے کے پابند نہیں۔ وہ چونکہ ہماری جماعت میں شامل نہیں ان پر ان کے مولویوں کا فتوے چلے گا اور خدا تعالیٰ کے سامنے ہم ان کے ذمہ وار نہیں ہوں گے بلکہ وہ ان کے مولوی ہوں گے لیکن اگر تم ایسے لوگوں سے تعلق رکھتے ہو جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو صرف وہی نہیں تم بھی پکڑے جاؤ گے۔ خدا کہے گا کہ ان لوگوں کو تم نے اس گناہ پر دلیری اور جرأت دلائی اور انہوں نے سمجھا کہ ساری قوم ہمارے اس فعل کو پسند کرتی ہے۔ پس آئندہ ایسے آدمیوں سے نہ تم نے مصافحہ کرنا ہے نہ انہیں سلام کرنا ہے نہ ان کی دعوتوں میں جانا ہے۔ نہ ان کو کبھی دعوت میں بلانا ہے۔ نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہے اور نہ ان کو جماعت میں کوئی عہدہ دینا ہے بلکہ اگر ہو سکے تو ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا۔ اسی طرح ہماری

جماعت کی عورتوں کو چاہیئے

کہ ان کی عورتوں سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں۔ تمہیں اس سے کیا کہ کوئی کتنا مالدار ہے۔ تمہیں کسی مالدار کی ضرورت نہیں تمہیں خدا کی ضرورت ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے لئے ان مالداروں سے قطع تعلق کر لو گے تو بے شک تمہارے گھر میں وہ مالدار نہیں آئے گا لیکن تمہارے گھر میں خدا آئے گا۔ اب بتاؤ کہ تمہارے گھر میں کسی مالدار آدمی کا آنا عزت کا موجب ہے یا خدا تعالیٰ کا آنا عزت کا موجب ہے بڑے سے بڑا مالدار ہو تو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ پس میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ آئندہ ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ تم

اس بات سے مت ڈرو

کہ اگر یہ لوگ علیٰحدہ ہو گئے۔ تو چندے کم ہو جائیں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا تھا۔ تو اس وقت کتنے لوگ چندہ دینے والے تھے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی جماعت پیدا کر دی کہ اب صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ سترہ لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ چار سال میں ہمارا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے گا۔ پس اگر ایک شخص سے چل کر ساری جماعت کو اتنی ترقی حاصل ہوئی ہے کہ لاکھوں تک ہمارا بجٹ جا پہنچا ہے۔ تو اگر یہ دس پندرہ آدمی نکل بھی گئے۔ تو کیا ہو جائے گا۔ ہمیں تو یقین ہے کہ اگر ایک آدمی نکلے گا تو اس کی جگہ ہمیں ہزار دے دے گا۔ پس ہمیں ان کے علیٰحدہ ہونے کا کوئی فکر نہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ صرف نام کے احمدی نہ ہوں بلکہ عملی طور پر بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں۔
مگر یاد رکھو

پردہ سے مراد گھر کا پردہ نہیں

جو پرانے زمانہ میں ہندوستان میں عمل ہوا کرتا تھا اور عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں بند رکھا جاتا تھا اور نہ پردہ سے مراد موجودہ برقعہ ہے۔ یہ برقعہ جس کا آجکل رواج ہے صحابہؓ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اس وقت عورتیں چادر کے ذریعہ گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں۔ جس طرح شریف زمیندار عورتوں میں آجکل بھی رواج ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ایک دفعہ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پردہ کا ذکر آ گیا۔ اس زمانہ میں برقعہ کی طرز کی کوئی نئی چیز نکلی تھی، وہ اس کا ذکر کر کے کہنے لگے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں چادر اوڑھ کر گھونگھٹ نکالا کرتی تھیں جس میں سارے کا سارا منہ چھپ جاتا ہے۔ صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں جیسے پرانے زمیندار خاندانوں میں اب تک بھی گھونگھٹ کا ہی رواج ہے۔ پس شریعت نے پردہ محض چادر اوڑھنے کا نام رکھا ہے اور اس میں بھی

گھونگھٹ نکالنے پر زور

دیا ہے۔ ورنہ آنکھوں کو بند کرنا جائز نہیں۔ یہ عورت پر ظلم ہے۔ اسی طرح عورت کو اپنے ساتھ لے کر بشرطیکہ وہ پردہ میں ہو سیر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں میں نے خود حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے سنا کہ امرت سر کے اسٹیشن پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین کو اپنے ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے کہ مولوی عبد الکریم صاحب بڑے جوش کی حالت میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے مولوی صاحب دیکھئے حضرت صاحب یہاں ٹہل رہے ہیں اور ام المومنین ساتھ ہیں آپ جا کر حضرت صاحب کو کہیں کہ یہ مناسب نہیں غیر لوگ سٹیشن پر جمع ہیں۔ اور وہ اعتراض کریں گے۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ

فرماتے تھے کہ میں نے کہا کہ جب آپ کے دل میں ایک اعتراض پیدا ہوا ہے تو آپ خود حضرت صاحب سے اس کا ذکر کریں۔ میں تو نہیں جاتا۔ آخر وہ خود ہی چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آئے تو انہوں نے سر نیچے ڈالا ہوا تھا۔ میں نے کہا مولوی صاحب کیا ہوا؟ کہنے لگے ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ مناسب نہیں کل ہی سارے اخبارات میں یہ بات چھپ جائے گی۔ اور مخالف اعتراض کریں گے۔ حضرت مسیح موعود نے یہ سنا تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب کیا لکھیں گے کیا یہ لکھیں گے کہ مرزا قادیانی اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہا تھا اور اگر وہ یہ بات لکھیں تو اس میں ڈرنے کی بات کون سی بات ہے
غرض اس وقت پردہ میں اتنی شدت تھی کہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر پھرنا لوگوں کی نگاہ میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ آخری دنوں میں جب لاہور میں مقیم تھے۔ تو باقاعدہ حضرت ام المومنین کو ساتھ لے کر سیر کیا کرتے تھے۔ آپ چونکہ خود بھی بیمار تھے اور اعصاب کی تکلیف تھی اور

حضرت ام المومنینؓ

بھی بیمار رہتی تھیں اس لئے جب تک آپ لاہور میں رہے روزانہ فٹن میں بیٹھ کر آپ سیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ اور حضرت ام المومنین بھی آپ کے ساتھ ہوتیں قادیان میں بھی یہی کیفیت تھی۔ حضرت ام المومنین ہمیشہ سیر کے لئے جاتی تھیں۔ اور ان کے ساتھ ان کی سہیلیاں وغیرہ بھی ہوا کرتی تھیں۔ پس پردہ کے یہ معنے نہیں کہ عورتوں کو گھروں میں بند کر کے بٹھا دو وہ سیر وغیرہ کے لئے جا سکتی ہیں۔ ہاں گھروں کے تعلق سے منع ہیں۔ لیکن اگر وہ مردوں سے وہ کوئی ضروری بات کریں تو یہ جائز ہے مثلاً اگر وہ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیں تو بیشک کریں یا فرض کرو کوئی معاملہ ہو گیا ہے۔ اور عورت کسی وکیل سے بات کرنا چاہتی ہے تو بے شک کرے۔ اسی طرح اگر کسی جلسہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی پڑے جو مرد نہیں کر سکتا۔ تو عورت تقریر کر سکتی ہے۔

حضرت عائشہ

کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپ مردوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنایا کرتی تھیں۔ بلکہ خود لڑائی کی بلکہ ایک دفعہ آپ نے کمان کی۔ جنگ جمل میں آپ نے اونٹ پر بیٹھ کر سارے لشکر کی کمان کی تھی۔ پس یہ تمام چیزیں جائز ہیں۔ جو چیز منع ہے۔ وہ یہ ہے کہ عورت کھلے منہ پھرے۔ اور مردوں سے اختلاط کرے۔ ہاں اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آمد سے بستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے۔ لیکن منہ سے کپڑا اٹھا دینا یا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح عورت کا مردوں کو شعر گا گا کر سنانا بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک لغو فعل ہے غرض

عورتوں کا مکسڈ مجالس میں جانا

مردوں کے سامنے اپنا منہ ننگا کر دینا اور ان سے ہنسی ہنسی کر باتیں کرنا یہ سب ناجائز امور ہیں۔ لیکن ضرورت کے موقعہ پر شریعت نے بعض امور میں انہیں آزادی بھی دی ہے۔ بلکہ قرآن کریم نے الا ما ظہر منہا کے الفاظ استعمال فرما کر بتا دیا ہے کہ جو حصہ مجبوراً ظاہر کرنا پڑے اس میں عورت کے لئے کوئی گناہ نہیں۔ اس اجازت میں وہ تمام مزدور عورتیں بھی شامل ہیں جنہیں کھیتوں اور میدانوں میں کام کرنا پڑتا ہے اور چونکہ ان کے کام کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے لئے آنکھوں اور اس کے ارد گرد کا حصہ کھلا رکھنا ضروری ہوتا ہے ورنہ ان کے کام میں دقت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے الا ما ظہر منہا کے ماتحت ان کے لئے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہوگا۔ اور چونکہ انہیں بعض دفعہ پانی میں بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ پاجامہ اڑس لیں اور ان کی پنڈلی ننگی ہو جائے۔ بلکہ

ہمارے علماء کا فتویٰ ہے

کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو۔ اور کوئی اچھی دایہ میسر نہ آسکے اور ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر یہ کسی مرد ڈاکٹر سے اپنا بچہ نہیں جنوائے گی۔ تو اس کی زندگی خطرہ میں ہے۔ تو ایسی صورت میں اگر وہ کسی مرد سے بچہ نہیں جنوائے گی تو یہ گناہ ہوگا اور پردے کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی حالانکہ عام حالات میں منہ کے پردے سے زیادہ کا پردہ زیادہ ہے۔ لیکن اس کے لئے انقضاء نہانی کو بھی مرد کے سامنے کر دینا ضروری ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے بچہ نہ جنوائے اور مر جائے۔ تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ایسی ہی سمجھی جائے گی جیسے اس نے خودکشی کی ہے۔ غرض کوئی دقت ایسی نہیں جس کا ہماری شریعت نے علاج نہیں رکھا مگر باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کے احکام دے دیئے ہیں۔ اگر کوئی شخص پردہ کو چھوڑتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ قرآن کی ہتک کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ وہ ہمارا دشمن ہے۔ اور ہم اس کے دشمن ہیں اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ کہ فلاں عورت بڑے مالدار آدمی کی بیوی ہے۔ تمہارا فخر اس میں ہے کہ تمہارے فرشتوں سے تعلقات ہوں۔ اور فرشتوں سے وہی لوگ ملتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے کامل فرمانبردار ہوں پس ان لوگوں کی مت پرواہ کرو۔ اور اس بات سے نہ ڈرو۔ کہ اگر یہ لوگ الگ ہو گئے تو کیا ہو جائے گا۔ اگر ان میں سے ایک شخص علیحدہ ہوگا تو اس کی جگہ ہزار آدمی تم میں شامل ہوگا بلکہ آئندہ ان کی جگہ ہزاروں بڑے بڑے مالدار تم میں شامل ہوں گے۔ اور پھر ان کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی چلی جائے گی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر تم میں حیاء پیدا ہو جائے تو تمہارے عمل کو دیکھ کر مسلمانوں کا شریف طبقہ بھی تمہاری اقتداء کرنے پر مجبور ہوگا۔ بلکہ بعض باتوں میں تو اب بھی ہماری جماعت کے نمونہ کا لوگوں پر بڑا بھاری اثر ہے۔

حال ہی میں

ہماری جماعت کا ایک شخص

فوت ہوا ہے۔ وہ بالکل ان پڑھ تھا مگر احمدیت سے نہایت ہی اخلاص رکھتا۔ ربوہ کے پاس ہی ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اور پرانے زمانہ سے قادیان آیا جایا کرتا تھا۔ اس کے باپ اور بھائی وغیرہ سب چور تھے۔ اور عادتاً لوگوں کی بھینسیں نکال لایا کرتے تھے اس نے خود اپنا حال سنایا۔ کہ اس کے بھائی ایک دفعہ کسی کی بھینس چرا کر لے آئے۔ جنگلی لوگ کھوج لگانے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ وہ نشانات دیکھتے دیکھتے ہمارے گھر پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ ہماری بھینس دے دو۔ انہوں نے قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ ہم تمہاری بھینس چرا کر نہیں لائے۔ لوگوں نے کہا ہمیں تمہاری قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہاں اگر تمہارا فلاں بھائی جو مرزائی ہو چکا ہے کہہ دے کہ تم ہماری بھینس نہیں لائے تو ہم اس کی بات مان لیں گے انہوں نے کہا وہ تو کافر ہے اس کافر کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ وہ ہے تو کافر مگر ہمیں تمہاری قسموں پر اعتبار نہیں جتنا اس کافر کی زبان پر ہے پھر اس نے کہا کہ آخر وہ میرے پاس آئے اور مجھے خوب مارا اور کہا کہ خبردار جو باہر جا کر یہ کہا کہ بھینس ہمارے پاس ہے اور جب تسلی ہو گئی کہ اب ہمارا راز افشا نہیں کرے گا تو مجھے باہر لائے اور پوچھا بتاؤ کیا ہم بھینس لائے ہیں۔ میں نے کہا اگر میں نے کچھ کہا تو تم خفا ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا۔ نہیں بولو کیا ہم بھینس لائے ہیں؟ میں نے کہا ہاں لائے تو ہو وہ اندر کھڑی ہے۔ انہوں نے مجھے پھر اندر لے جا کر مارا اور کہا۔ ہم نے جو کہا تھا کہ نہ بتانا پھر تم نے کیوں بتایا۔ میں نے کہا کہ وہ اندر جو کھڑی ہے تو میں کیا کرتا غرض احمدیوں کی

سچائی کا یہ اثر تھا

کہ لوگ کہتے۔ کہ یہ ہے تو کافر مگر جو بات کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ تو اچھے نمونہ کا دوسرے لوگوں پر بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔ میں جن دنوں امام طاہر کی بیماری کے سلسلہ میں لاہور ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک روز رات کے دس بجے ایک غیر احمدی مولوی مجھ سے ملنے کے لئے آیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کی جماعت بڑی اچھی ہے اور اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔ لیکن صرف ایک خرابی ہے جو نہیں ہونی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ آپ ہم سے نہیں ملتے۔ نہ ہمارے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور نہ ہمیں رشتے دیتے ہیں۔ اگر یہ خرابی دور ہو جائے تو پھر آپ کی جماعت سے بہتر اور کوئی جماعت نہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب یہ لوگ جن کی آپ تعریف کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں میں سے ہی نکل کر آئے ہیں یا کہیں اور سے آئے ہیں؟ جب یہ آپ لوگوں میں سے ہی نکل کر آئے ہیں اور مرزا صاحب کی تعلیم نے ان میں

اتنی بڑی تبدیلی

پیدا کر دی ہے۔ تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ پھر یہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ویسے ہی بے عمل ہو جائیں جیسے وہ ہیں؟ وہ آدمی سمجھدار تھا۔ کہنے لگا اب میں سمجھ گیا۔ آپ مسلمانوں سے بالکل نہ ملئے اور علیحدہ ہی رہیئے۔ اگر آپ کی جماعت کے لوگ پھر ان سے جا ملے تو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو پھیلانے کی جو جد و جہد آپ کی جماعت کر رہی ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔ اور اسلام کی تبلیغ ختم ہو جائے گی۔ اب کم از کم کوئی جماعت تو ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پھیلا رہی ہے۔ تو دیکھو نیک نمونہ کا لوگوں پر کتنا اثر ہوتا ہے۔ اب یہ لوگ اپنی امارت کی وجہ سے احمدیت کے رستہ میں روک بن رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ روک نہ بنیں۔ اور اسلام کے احکام کی اطاعت کریں تو احمدیت کو بڑی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب (بقیہ صلا)

تو انسانیت اس میں مذہب کے طور پر قائم ہو جائے گی۔ اور جب یہ قائم ہو جائے گی۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہونگے چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچہ کی قربانی کی اور اُسے وادی غیر ذی زرع میں رکھا۔ اور اپنی طرف سے اس کی تربیت کی پوری پوری تدبیر کی۔ تو خدا تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں آخری نبوت جس کے بعد اور کوئی تشریعی نبوت نہ تھی اس کی نسل میں رکھی یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے پیدا ہوئے۔"

نماز اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد حسب دستور سابق محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کی۔ اور بعد ہ تمام درویشان عید مبارک کا تحفہ پیش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔

سنت نبوی کی اقتداء میں نادم تحریر مقامی دوستوں کی طرف سے قربانی کے پانچ جانور ذبح کئے گئے ہیں۔ اور بیرونجات کے جن دوستوں کی خواہش کی تھی کہ ان کی طرف سے قادیان میں قربانی کی جائے چنانچہ محترم امیر صاحب مقامی کے زیر اہتمام ان دوستوں کی خواہش کے مطابق اب تک اُنتیس قربانی کے جانور ذبح کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

عید الاضحیہ کے روز بعد نماز عصر مقامی نوجوانوں نے والی بال کے دوستی مقابلہ میں بھی حصہ لیا اور اس طرح یہ تقریب سعید قادیان میں نہایت خیر و خوبی سے منائی گئی۔

فالحمد للہ علے ذالک!

جناب صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری سے خطاب

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(۲)

شادی بیاہ

انہوں نے اور "دین کامل" کے اسوۂ کاملہ کی جو تعریف کی۔

اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جو شخص مجدد و مسیح و مہدی کی معرفت سے محروم ہے۔ وہ دینِ کامل کے اسوۂ کاملہ کی "معرفتِ تامہ" سے محروم ہے۔ اس لئے اب صوفی صاحب کا جماعت احمدیہ کی شادی بیاہ کی پابندی پر اعتراض بالکل غلط ہے۔ اصولی طور پر تو ہم سارے "اہل کتاب" سے رشتۂ ازدواج کے قائل ہیں۔ پھر مسلمانوں کا کیا کہنا۔ احمدی اور غیر احمدی مسلمان تو ایک ہی "نخلستان" کے مختلف پیڑ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ احمدیت نخلِ اسلام کے توالد و تناسل اور "افزائش نسل" کا نتیجہ ہے۔ اور اسی کی برکت سے یہ شجرِ معرفت اس قدر بار آور ہوا ہے کہ "دین کامل" کے "اسوۂ کاملہ" کا سا ثمر [illegible] فرد عات سے لد گیا ہے۔ مہدی و مسیح کی بعثت بھی اس کی شاخ ہے۔ مگر غیر احمدی مسلمانوں کا درخت اس نخل کی طرح ہے جس پر صحابہ کرام نے "تابیر" یعنی "افزائش" برگ و بار کا عمل چھوڑ دیا تھا۔ اگرچہ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قول کے احترام میں کیا گیا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ "عالمِ روحانیات" میں توالد و تناسل کا جو طریقہ رائج ہے۔ اس سے گریز جائز نہیں۔ یہ ایک لطیف اشارہ تھا۔ اس طرف کہ اسی طرح عالم روحانیات میں بھی توالد و تناسل کا جو دستور رائج ہے اس سے انحراف نسل کشی کے مترادف ہوگا۔

اسی لئے ہم کو تاریخ اللہ [illegible] ہر دور میں ایسے مقدس وجودوں کا پتہ ملتا ہے جو مرجع خلائق اور قطب عالم تھے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی [illegible] کا جب انتقال ہوا تو [illegible] نے آپ کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ مرثیہ پڑھا

واأسفا على فراق قوم
هم المصابيح والحصون
والمدن والمزن والرواسي
والخير والأمن والسكون
لم تتغير لنا الليالي
حتى توفتهم المنون
فكل جمر لنا قلوب
وكل ماء لنا عيون

ترجمہ: ہائے افسوس اس قوم کی جدائی پر جو سب کے لئے چراغ اور قلعہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ جن کی برکت سے شہر آباد تھے بادل برستے تھے، پہاڑ قائم تھے۔ اور [illegible] خیر، امن اور سکون [illegible] تھا جب [illegible] ان کی دنیا نہیں ہوئی [illegible] میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ لیکن آج ہمارا یہ حال ہے کہ دل انگارے [illegible]

گیا ہے اور آنکھیں پانی بن کر بہہ گئی ہیں۔

اسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہتے ہیں کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو لوگوں کی زبان پر یہ شعر تھا

اے تماشہ گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشہ می روی

اور ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں کی شہادت موجود ہے کہ یہ وہ "ملکوتی وجود" تھے جو اپنی توجہ باطنی سے انسان کے دل کی کثافت دور کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کے دلوں میں معرفتِ الٰہی کے چراغ جلایا کرتے تھے۔ اسی کو کہتے ہیں روحانی توالد و تناسل اور افزائش نسل۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی بعثت کا بھی سب سے بڑا مدعا یہی تھا۔ اب جو آپ سے دور ہے وہ درحقیقت روحانی "توالد و تناسل" کے فیض سے محروم ہے اور اس لئے وہ دن بدن خشک ڈالیوں کی طرح ہوتا جا رہا ہے۔ اسی لئے جماعت احمدیہ شادی بیاہ کے وقت اس "افتخار شریعت" کو ملحوظ رکھتی ہے۔

معاشرتی پہلو

اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ غیر احمدی علماء و صوفیاء کی تشدد پسند پالیسی نے احمدیت کو معاشرتی مسئلہ بھی بنا دیا ہے ہم اگر عام مسلمانوں کو لڑکیاں دیں اور لیں تو اس میں دین و دنیا دونوں کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔ "ضیاع دین" تو فہم دین اور "اسوۂ کاملہ" کی کامل و ناقص معرفت کے اختلاط سے اور ضیاع دنیا طبیعت میں ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث اور ظاہر ہے کہ کوئی آدمی ایسی معاشرت پسند نہیں کرتا۔

اس ضمن میں صوفی صاحب نے تبلیغی ڈنڈے کا جو حوالہ دیا ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ اس شر کا خوف خیر پر غالب ہے اگر ایسا نہیں تو مسلمان کفار و مشرکین سے رشتۂ مناکحت کیوں نہیں کرتے؟

احمدی اور اسوۂ کاملہ

صوفی صاحب کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اکثر احمدی "دین کامل کے اسوۂ کاملہ" سے ناواقف ہیں۔

بظاہر جناب صوفی صاحب نے جماعت احمدیہ پر یہ بڑا کاری وار کیا ہے۔ مگر سچ پوچھیئے تو کسی مصلح مجدد اور مہدی کی جماعت پر یہ وار کامیاب ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ مجددوں اور انبیاء کی تاریخ شاہد ہے کہ عموماً ان کے ماننے والے وہی ہوتے ہیں جو فلسفۂ "الٰہیات و عقلیات" کی دقیقہ سنجیوں سے دور رہتے ہیں۔

ان کے سامنے دین کامل کے اسوۂ کاملہ کی جو تصویر ہوتی ہے وہ فلسفیانہ "رنگ و روغن" سے معرا ہوتی ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امت کے ایک بڑے محدث۔ فقیہہ اور مجتہد گزرے ہیں۔ "تاویل و تشبیہ" کی علمی حیثیت سے نادر تھے۔ مگر جب ان سے پوچھا گیا کہ ید اللہ وغیرہ کی کیا حقیقت ہے؟ انہوں نے فلسفیانہ جواب دینے کی بجائے فرمایا کہ دراصل یہی ایمان ہے جس کو ایمان العجائز کہتے ہیں۔ اور مدار نجات یہی ایمان ہے۔ ورنہ ذرا انصاف سے فرمائیے کہ ڈاکٹر اقبال نے مدراس میں اسلام پر جو لیکچر دیئے

RECONSTRUCTION OF THOUGHTS IN ISLAM

اور دین کامل کے "اسوۂ کاملہ" کی جس فلسفیانہ انداز میں تشریح کی گئی ہے کیا وہ مدار نجات ہے؟ اسوۂ کاملہ کی تشریح تو شاید صحابہ کرام کے ذہن میں بھی نہیں ہوگی۔ ان کا ذہن تو ان وساوس و شبہات سے بہت بلند تھا۔

آج وجود باری تعالیٰ پر جب دلیل کا مطالبہ ہوتا ہے تو کسی کا ذہن "عقل کل" کی طرف کسی کا "علت العلل" کی طرف اور کسی کا حقیقت مطلقہ کی طرف مبذول ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک مرتبہ یہی سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو آپ نے کیسا سیدھا سادا اور مومنانہ جواب دیا۔

عرفت ربي بفسخ العزائم

یعنی میں نے خدا کی معرفت ارادوں میں ناکامی کے ذریعہ حاصل کی۔

محترم صوفی صاحب کو کبھی یہ نکتہ فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ دین کامل کے اسوۂ کاملہ کی معرفت کتب فلسفہ کھنگالنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ تو علم و معلوم کے درمیان جو چند فطری ذرائع معلومات ہیں۔ ان سے واقف ہونے سے [illegible] حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہ دولت جس طرح ایک فلسفی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک سیدھا سادا بدو بھی۔ ایک بدو سے وجود الٰہی کا ثبوت مانگا گیا تو اس نے اونٹ کی مینگنی پیش کر دی۔ اور کہا کہ اگر یہ مینگنی اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس راہ سے اونٹ گزرا ہے تو یہ نظام عالم وجود باری پر کیوں دلالت نہیں کرتا؟

اس لئے جناب صوفی صاحب کو اس زعم میں نہیں رہنا چاہیئے کہ دین کامل کے "اسوۂ کاملہ" سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ماننے والے واقف نہیں اگر آپ [illegible] جماعت احمدیہ کا نزدیک سے مطالعہ کریں تو اقبال کی طرح یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ

اس زمانے میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی صورت میں ظاہر ہوا ہے جس کو فرقۂ قادیانی کہتے ہیں (او کما قال)

لیکن جب آپ کی طبیعت پر فلسفیانہ رنگ غالب آ جائے گا۔ تو پھر یہی ٹھیٹھ سیرت آپ کو "اسوۂ کاملہ" کا ناقص نمونہ نظر آئے گی۔ ذرا غور تو کیجیئے اس زمانہ کی تہذیب، تمدن، علم و فلسفہ کا اور پھر حضرت ابوذر غفاری، ابوہریرہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کی طرز رہائش و علم کا۔ کیا کوئی کچھ مناسبت نظر آتی ہے۔ خدا بدگمانی سے بچائے۔ اندیشہ تو ایسا ہوتا ہے کہ اگر آج وہ صحابہ کرام "اسوۂ کاملہ سمجھنے" والوں کی مجلس میں آ جائیں تو شاید جاہل و وحشی کہہ کر اٹھا دیئے جائیں۔ اشعار میں کسی کی مدح سرائی کر لینا اور بات ہے۔ لیکن "تلخی ملاقات" برداشت کرنا اور بات ہے۔

توبہ و استغفار

رہ گیا کہ احمدی بھی ادائیگی اعمال میں کمزور ہیں۔ [illegible] سچ یہ ہے کہ یہ کمزوری تو ہمیشہ انسان کے ساتھ لگی رہے گی۔ اسی لئے در توبہ کھلا رکھا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر الامم کی کیا لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے۔ مکتوبات دفتر دوم مکتوب نمبر ۳۷ میں درج ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں گناہ کبیرہ کم ہوتے تھے اس لئے انہیں توبہ کی توفیق بھی کم ملتی تھی۔ مگر امت محمدیہ میں گناہ کبیرہ کا ارتکاب زیادہ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے اس امت کے خیر الامم ہونے کی۔

اس سے صوفی صاحب نے اتنا ضرور سمجھا ہوگا کہ اگر کسی کی عملی زندگی کا پہلو کمزور ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اسے دین کامل کے اسوۂ کاملہ کی معرفت بھی حاصل نہیں۔ البتہ دل میں ہمیشہ توجہ و انابت الی اللہ کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ اس معاملہ میں سارے مسلمانوں سے ممتاز ہے۔

جماعت احمدیہ کا انجام

صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر جماعت احمدیہ شخصی تصدیق کو مدار نجات سمجھتی ہے تو پھر اس کا انجام تاریک ہے۔

مگر ہم اس کے مقابل یہ کہتے ہیں کہ تصدیق شخصی ہی کے باعث جماعت احمدیہ کا مستقبل روشن۔ تابناک اور شاندار ہے۔ ہم یہی بات جناب صوفی صاحب کو اس طرح سمجھاتے ہیں کہ مسلمانوں کی مثال ایک فوج کی سی ہے جو اپنے سپہ سالار کے کیمپ سے بہت دور میدان جنگ میں کھڑی ہے۔ سپہ سالار نے اپنے اور فوج کے درمیان ربط و تعلق برقرار رکھنے کے لئے ایک شخص کو "فیلڈ مارشل" بنا دیا ہے۔ وہ آدمی ایسا ہے کہ سپہ سالار کی ہدایات اور جنگی تقاضوں کو تمام لشکریوں سے بہتر سمجھتا ہے۔ اور فوج کو کامیابی سے لڑانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

مگر میدان جنگ میں "فیلڈ مارشل" کی تصدیق و عدم تصدیق پر دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک [illegible]

مگر وہ کہتا ہے کہ ہمارا ایک سپہ سالار موجود ہے ان کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی دوسرے کو اپنا سالار ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ فیلڈ مارشل کی اطاعت سے انحراف کرتا ہے۔ اور اس کے وجود اور اس کی جماعت کو قومی وحدت کے منافی قرار دیتا ہے۔

لیکن دوسرا گروہ پیش آمدہ حالات کو سمجھتا ہے۔ وہ کہتا ہے ہمارا سپہ سالار ہم سے بہت دور ہے۔ ہم میں سے ہر شخص ان کی ہدایات پا نہیں سکتا۔ نہ جنگی ضروریات کو سمجھ سکتا ہے اس لئے فیلڈ مارشل کی اطاعت میں ہی ہماری نجات ہے۔

صوفی صاحب یہی مثال احمدی اور غیر احمدی کی ہے۔ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی سالار اعظم مانتے ہیں۔ لیکن اُمتِ محمدیہ کو منتشر کرتے ہوئے ہم اسی سال ہو رہے ہیں۔ حوادث زمانہ نے اسلام کو کیا سے کیا بنا دیا۔ مسلمان مجاہد جو میدان جنگ میں ہیں وہ نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات سے واقف ہیں نہ جنگی ضروریات سے۔ اسی لئے ایک فیلڈ مارشل کی ضرورت پیدا ہوئی۔ اور وہ ہیں حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اب آپ خود سوچ لیں کہ مستقبل کس کا روشن ہوگا اور کس کا تاریک۔ آیا تصدیق کرنے والوں کا یا اس سے گریز کرنے والوں کا۔

صوفی صاحب! واقعات و مشاہدات کو جھٹلانے کی عادت اچھی نہیں۔ نہ کسی کو متہم کرنے میں سبقت کرنا کوئی مستحسن اقدام ہے۔ جماعت احمدیہ کے شاندار کارنامے آپ کے سامنے ہیں۔ اگر صبح صادق طلوع آفتاب کی خبر دیتی ہے۔ اگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو جماعت احمدیہ اپنے کارناموں سے کیوں نہیں پہچانی جاسکتی؟

انگریزوں سے رابطہ

محترم صوفی صاحب نے اس خط میں ایک عنوان انگریزوں سے رابطہ بھی قائم کیا ہے اور وہی فرسودہ اعتراض دہرایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے انگریز جیسی "مسلم کش" قوم سے رابطہ کیوں بڑھایا؟

ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کی دانست میں یہ رابطہ خلاف اسلام تھا تو میرے نزدیک آپ کا یہ اقدام "خلاف اسلام" تھا۔ کیا آپ کا مدعا یہ ہے کہ ایک کافر مشرک قوم سے عدم تعاون کر کے اس کو ہمیشہ کے لئے "دادی جہالت" میں دھکیل دیا جاتا۔ کیا یہ قرآنی تعلیم اور اسلامی سیاست ہے تاتاریوں نے جب مسلمانوں کی امنٹ سے اینٹ بجا دی۔ تو کیا مسلمان ان کا مقاطعہ کر کے ان سے الگ تھلگ ہو گئے؟ کیا کلی طور پر کسی قوم سے ترک موالات و عدم تعاون اسلامی تعلیم ہے؟

میرا خیال ہے کہ اگر فتنۂ تاتار کے عہد میں آپ جیسے مسلمان سیاست ہوتے تو وہ قوم کبھی مسلمان نہیں ہوسکتی۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب تاتاریوں نے خلافت بغداد کی بنیاد کھود ڈالی اور مسلمان ہر طرف سراسیمہ و خوف زدہ ہو گئے۔ تو مسلمان علماء آگے بڑھے۔ دربار میں آئے۔ ان کے مزاج میں دخیل ہوئے۔ مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھایا۔ مناظرہ کیا اور تاتاریوں کو مسلمان بنا دیا۔ تاریخوں میں آتا ہے کہ ہلاکو خاں کا رجحان عیسائیت کی طرف زیادہ تھا اور ان کے حرم میں بھی عیسائیت کا اثر اندازہ ہو چکی تھی۔ مگر یہ مسلمان علماء کا بے مثال علمی و روحانی کارنامہ ہے کہ انہوں نے اسی خاندان کو مسلمان بنا لیا محترم صوفی صاحب! وہ سیاست مزاج شریعت سے ملتی تھی یا آپ لوگوں کی ترک موالات والی؟

فتنۂ تاتار کے بعد مسلمان مغربی اقوام کے فتنوں کا شکار ہوئے۔ اور ہر طرف مسلمانوں کی بنیاد ہلا ڈالی گئی۔ اب ہمارا فرض تھا کہ ہم اسی اسلامی سیاست کو بروئے کار لانے اور اس قوم میں اشاعت اسلام کا سامان کرتے۔ اگر روز قیامت خدا نے یہ سوال کیا کہ ہم نے ایک قوم کو سات سمندر پار سے تمہارے پاس بھیجا تھا۔ تم نے اس کو پیام اسلام سنانے کا کیا بند و بست کیا؟ تو کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ یا الٰہ العالمین! وہ تو ایک مسلم کش قوم تھی۔ اس نے مصر، ایران، عرب و ہندوستان کی اسلامی حکومتیں تاخت و تاراج کر دی تھیں۔ اس لئے ہم لوگوں نے اسے پیام اسلام سنانے کی بجائے اس کا ترک موالات و مقاطعہ کرنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔ کیا آپ کا یہ جواب روح اسلام کے مطابق ہوگا؟

فریضۂ تبلیغ

صوفی صاحب فریضۂ تبلیغ چونکہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اس سے آپ حضرات تو قطعاً غافل رہے۔ آپ کے اداروں، تحریروں اور تقریروں سے اگر کوئی کام کیا ہے تو جذبۂ منافرت "بڑھانے" کا۔ اگر اپنی صلاحیت تخریب کی بجائے تعمیری کاموں میں لگاتے اور آتش نفرت کو ہوا دینے کی بجائے محبت و دوستی کے بیج بوتے تو آج کتنا شیریں پھل آپ کے سامنے ہوتا۔ آپ جماعت احمدیہ پر بڑی بے فکری سے یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ اس نے اتنے لمبے عرصے میں کونسا کارنامہ کیا؟ مگر اپنا نامۂ اعمال نہیں دیکھتے۔ آپ کا خانہ تو بالکل صفر ہے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے پچاس سال تک تبلیغ اسلام کی۔ مگر کوئی ثمرہ ظاہر نہیں آیا۔ یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ جماعت پچاس سال سے ایک اجتہادی غلطی میں مبتلا ہے۔ دونوں صورتوں میں ہم بفضل اللہ باجور و مشکور ہیں۔ اجتہادی غلطی پر بھی ثواب ہی ملا کرتا ہے۔ مگر آپ کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ پچاس سال سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں۔

جذبۂ انتقام

صوفی صاحب! آخر احمدیت کو "مورد طعن" بنانے کے لئے بار بار یہ بات آپ کے ذہن میں کیوں آتی ہے؟ یہ آپ کی لاشعوری کیفیت کا مظاہرہ ہے۔ اور وہ ہے آپ کا جذبۂ انتقام "یہ جذبہ آپ کے لاشعور میں پایا جاتا ہے۔ اور رہ رہ کے ابھر آتا ہے۔ اور جب ابھرتا ہے تو آپ لاشعوری طور پر دین و اسلام کو جذبۂ انتقام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

آپ کے اس جذبۂ انتقام کی ایسی ہی مثال ہے جیسے البصیر اسلامیہ کا نج جنیوٹ کے "شبلی" نمبر میں کسی نے شمس العلماء شبلی کی سیرت تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب وہ ممالک عربیہ کے دورے پر تھے تو ایک جگہ جہاز میں یا کہیں اور ان کو کسی انگریز نے دھکا دے دیا یا دھوکے سے لگ گیا۔ وہ جب مصر پہنچے تو ایک دن راستہ میں ایک انگریز کو دیکھا۔ بس ان کے دل میں جوش انتقام "موجزن ہوا۔ سینہ تانا۔ اکڑ کر چلے۔ اور اس انگریز کے پاس آ کے اتنے زور سے دھکا مارا کہ وہ بے چارہ سڑک کے کنارے چاروں شانے چت جا گرا۔ سیرت نگار کہتے ہیں کہ علامہ شبلی اپنی اس طفلانہ حرکت پر بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ آج اس نے ایک انگریز سے انتقام لینے کا موقعہ دیا۔

دروغ برگردن راوی۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو صوفی صاحب کے جذبۂ انتقام کی اس سے تفسیر ہو جاتی ہے

اسلامی مملکتوں کا زوال

صوفی صاحب آپ انگریزوں کے خلاف "جذبۂ منافرت" ابھارنے کے لئے اسلامی مملکتوں کے زوال کا جو رونا روتے ہیں۔ اس درد و غم میں ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر ہم ساتھ ہی اپنی نالائقی و دون ہمتی پر بھی دو آنسو بہا لیتے ہیں۔ آخر صوفی صاحب! کیا وجہ ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب کے بعد سلطنت مغلیہ کے ستون کو دشمن دیمک کی طرح چاٹ گیا۔ اور کوئی اسکی حفاظت پر تیار نہ ہو سکا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک مرتبہ مسلمانوں کو سہارا بھی دیا۔ اور احمد شاہ ابدالی کو بھیجکر حریف کی طاقت تہس نہس کر دی۔ مگر مسلمان پھر بھی اپنی ساکھ قائم نہ کر سکے۔

ظاہر ہے کہ اگر مسلمان بادشاہ اسی طرح بساط سیاست کا مہرہ بنے رہتے تو سارے ملک طوائف الملوکی پھیل جاتی۔ اگر انگریزوں نے اس ملک کو اس طوائف الملوکی سے بچا لیا تو ہم ممنون کیوں ہوں؟ ہمیں تو ایک بندۂ حق کی طرح ان کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔

خیر صوفی صاحب یہ تو ماضی کی باتیں ہیں۔ ماشاء اللہ اس وقت بھی بہت سی اسلامی حکومتیں موجود ہیں۔ کوئی روس کی گود میں پناہ لے رہی ہے۔ اور کوئی امریکہ کی آغوش میں۔ کیا مسلمانوں کی جنگ استقلال کا یہی مقصد تھا؟ اب کس نے مسلمانوں کی صلاحیت چھین لی ہے؟ آخر پاکستان اپنے پانی کا بھی بندوبست کیوں نہ کر سکا؟ صوفی صاحب میں اس مسئلہ پر زیادہ نہیں لکھ سکتا کہیں نظر بد نہ لگ جائے۔ اس کا فیصلہ مستقبل کا مورخ کرے گا۔

محکمات و متشابہات

آپ نے جناب مدیر صاحب بدر کو جو خط لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "صدق جدید" میں میرے جو سوالات شائع ہوئے۔ اس نے آپ کو انگاروں پر لٹا دیا۔ اور غالباً اسی اضطرار و بے اختیاری کے عالم میں آپ کی زبان سے یہ نکلا کہ اس طبقے یعنی احمدیوں کی اکثریت دین کے مرکزی محکمات سے بھی بے خبر ہے۔ مگر اتنی گذارش ہے۔ کہ اس قول پر پھر ذرا سنجیدگی سے غور فرمائیں گے۔

ہمیں تو تعجب آتا ہے کہ آپ لوگ جو ابھی تک محکمات و متشابہات کی کوئی جامع تعریف نہیں کر سکے۔ احمدیوں کی بے خبری کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ محکمات و متشابہات کے درمیان کوئی حد فاصل نہیں قائم کر سکتے۔ اس باب میں آپ کے علماء کے اتنے مختلف اقوال ہیں کہ آدمی ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ ذرا آپ علامہ سیوطی کی "اتقان" کا مطالعہ کیجئے۔ دیکھیئے وہ کتنے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ پورا قرآن محکمات میں ہے

دوسرا قول یہ ہے کہ پورا قرآن متشابہات میں ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ ناسخ و منسوخ یہی محکم و متشابہ ہیں۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں اس صورت میں آپ "محکم" کی کوئی ایسی تعریف کیسے کر سکتے ہیں جو سبھوں کے لئے قابل قبول ہو؟ اور جب آپ کو بھی اختیار حاصل نہیں تو احمدیوں کو "محکمات سے بے خبری کا طعن کیسے دیتے ہیں؟

فسادات ۵۳ء

مکرم صوفی صاحب! آپ نے فسادات ۵۳ء کا عبث ہی ذکر کیا۔ آخر آپ نے کون سی زندہ قوم کی نفسیات کا مطالعہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ اس قسم کی ابتلاؤں میں پڑ کر قومی و جماعتی خصوصیات سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ ہم تو بہر صورت آیت خاتم النبیین کی "حکیمانہ" تفسیر کرتے ہی جائیں گے خواہ آپ لوگ ہم پر آگ کی بارش برساتے رہیں۔ کیا آپ کی خواہش یہ ہے کہ کسی نئے "فتنہ" کا زمانہ سے ہم دم بخود ہو جائیں۔ جناب! جماعت احمدیہ کی تقدیر میں تو اس قسم کی ربانی صابن (…)

سچّے مہدی کی شناخت

ابوظفر ایم۔ اے گورمانی پردہ سے باہر کیوں نہیں نکلتے؟

(از مکرم راجہ غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چک امیرچ کشمیر)

(۲)

سلسلہ کے لئے دیکھو بدر ۲۵/۶ ۵

اب ہم مختصر طور پر یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ سید علی محمد کے دعویٰ کے بعد اس کا کیا حشر ہوا۔ ابتدا میں جب علی محمد باب نے اپنا دعویٰ مشتہر کیا۔ تو کچھ عرصہ تک بطور تقیہ اسلام کے خلاف کچھ نہیں لکھا بلکہ باب اور اس کے مرید شعائر و احکام اسلام پر چلتے تھے چنانچہ زمانہ آغاز میں ہی بابی دورخی چال پر چلتے تھے اصل مذہب مخفی رکھا جاتا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اسلامی فرائض اور احکام سے لوگوں کو نفرت دلانا اور اس کی بجائے گمراہی پھیلانا تھا۔ آخرکار جب ان کی اصلیت ظاہر ہونے لگی تو حکومت ایران اور اہل تشیع اس کو بہت خطرناک سمجھنے لگے۔ اس لئے سید علی محمد باب کو اپنے گمراہ کن مذہب کی اشاعت اور اپنے ناپاک عقائد کی تبلیغ سے منع کر دیا گیا۔ لیکن وہ ایسا چالاک اور ہوشیار تھا کہ بظاہر حکومت کے رعب سے اس حکم کی اطاعت کرلی۔ لیکن مخفی طور پر اپنے ناپاک اشاعت میں لگا رہا۔ آخر باب کی نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حکومت کو قاہری پہلو اختیار کرنا پڑا۔ اور اس کو عبرتناک سزا دے کر جیل خانہ میں ٹھونسا گیا۔ جس وقت اس کو قید کیا گیا وہ ایسا زمانہ تھا کہ اس کا فرقہ کچھ ترقی کر گیا تھا۔ اس کے مریدوں میں سے چند ایک جوشیلے واعظ بڑی سرگرمی کے ساتھ نئے مذہب کے پھیلانے میں معروف ہو گئے۔ ان میں سے ایک واعظ ملاّں حسین تھا اور ایک نوجوان عورت تھی جس کو قرۃ العین کا خطاب ملا ہوا تھا۔ یہ عورت باب کی بڑی محبوب تھی۔۔ اس کی زبان میں ایسی تاثیر تھی کہ جب تقریر کرتی۔ تو سامعین کے دل کھینچ لیتی۔ چنانچہ جب حکومت نے بابیوں پر تشدد کیا تو انہوں نے توبہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اسی قرۃ العین کی تقریروں نے ان کے دلوں میں اسی مذہب پر قائم رہنے کے لئے از سر نو آمادگی کی روح پھونک دی۔ تیسرے شخص کا نام محمد علی تھا جو اپنے سلسلہ کے واعظین میں مشہور تھا۔ غرض باب کے قید ہو جانے سے اس کے مذہب کی اشاعت میں کوئی فرق نہ آیا۔ بابی لوگ جابجا اس مذہب کے پھیلانے میں طرح طرح کی کوششوں میں لگے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں بدامنی بڑھ گئی۔ آخر حکومت نے حکم دیا کہ علی محمد باب کو قتل کیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی رو سے اس کو قید خانہ سے لایا گیا۔ اور توپ سے مارا گیا۔

علی محمد باب۔ بعمر سال نوجوان تھا اس کے سلسلہ کی عمر ۶ سال سے زیادہ نہ تھی۔ جب علی محمد باب نے قرآن کریم منسوخ کرنے کا اعلان کیا اور اس کی بجائے اپنی ناہنجار اور بوسیدہ کتاب جاری کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے جلدی اس کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ مہدی کے ذریعہ اسلام پھیلے گا۔ وہ شریعت محمدی کو تازہ کریگا۔ لیکن باب نے بجائے شریعت کو تازہ کرنے کے اس کے مٹانے کی ناپاک کوشش کی جس میں وہ نامراد اور ناکام رہا۔

پھر اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ سچے مہدی سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے ایک شخص مہدی ہونے کا دعوےٰ کرے گا۔ لیکن وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا۔ اسلئے وہ قتل کیا جائے گا۔ (حجج الکرامہ ص ۳۵۱)

ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ علی محمد باب بھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھا۔ مہدی ہونے کا بھی اس نے دعویٰ کیا اور قتل بھی ہوا۔ اب نتیجہ ظاہر ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا۔ ایسے ملک سے جس کا نام خراسان ہے۔ چونکہ علی محمد باب سے پہلے کوئی دجال خراسان سے نہیں نکلا۔ اس لئے بموجب حدیث علی محمد با مسمد دجال ثابت ہوا۔ جب علی محمد باب اس طور سے عبرت کی موت مارا گیا۔ تو اس کے مریدوں میں سے ایک شخص یحییٰ نامی کو بابیوں نے اپنا پیشوا مقرر کیا۔ چونکہ بابیوں کو نئے نئے لقب اختیار کرنے کا بڑا شوق رہا ہے۔ اس لئے اس نے بھی "صبح ازل" کا لقب اپنے لئے اختیار کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ۱۸۵۲ء میں بابیوں نے شاہ ایران پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے بہت سے بابی گرفتار ہو کر قتل کئے گئے۔ اور قرۃ العین بھی گرفتار ہو کر اپنی سزا کو پہونچی یعنی قتل ہو کر اپنے محبوب باب کے پاس پہنچ گئی۔ بابیوں کے پیشوا صبح ازل کو ایسا خوف طاری ہوا کہ صبح بھی بھول گئی۔ اندھیری رات میں بھاگ کر بغداد میں جا چھپا۔ وہاں جا کر اس نے خلوت نشینی اختیار کی اور اپنا کام اپنے بھائی حسین علی کے سپرد کر دیا۔

باب کی ناہنجار کتاب البیان میں ایک موعود کی پیشگوئی درج تھی جس کو اس نے من یظہرہ اللہ کے نام سے موسوم کیا ہوا تھا۔ اس کی آمد کے متعلق باب نے کوئی نشان مقرر نہیں کیا تھا۔ البتہ اتنا لکھا ہوا تھا کہ جب وہ آئے گا تو سب اس کو قبول کر لیں گے۔ باب کے ان لفظوں کی زہر کا اثر حسین علی کے دماغ میں سرایت کرنے لگا۔ اپنے بھائی صبح ازل کی خلوت نشینی کا اس کو فائدہ ہوا۔ چنانچہ ۱۸۶۳ء میں موقع پا کر اس نے اعلان کر دیا کہ وہ موعود من یظہرہ اللہ ہے جس کے آنے کی باب نے خبر دی تھی وہ میں ہی ہوں اور اپنا لقب بہاء اللہ اختیار کر لیا۔ عام طور پر بابیوں کو محسوس ہو رہا تھا کہ باب قرۃ العین کی طرح کا کوئی چالاک ہونا چاہیئے۔ خلوت نشین صبح ازل ان کے لئے مفید نہ تھا۔ اس لئے جب بہاء اللہ نے دعوےٰ کیا۔ تو سب نے خوشی سے اس کو قبول کیا۔ اب صبح ازل کو صبح ہوئی پردہ سے باہر نکلا اور اپنے بھائی بہاء اللہ کے دعوے کا انکار کر دیا۔ اگرچہ بہت سے لوگ بہاء اللہ کے ساتھ ہو چکے تھے۔ لیکن کچھ لوگ صبح ازل کے ساتھ بھی ہو گئے۔ دونوں بھائیوں میں سخت فساد ہوا۔ اس وقت سے بابی سلسلہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک بہائی فرقہ دوسرا ازلی فرقہ کہلانے لگا۔ دونوں پارٹیوں میں عناد بڑھ گیا۔ آخر ترکی حکومت نے حکم دیا کہ بہاء اللہ اور صبح ازل علیحدہ علیحدہ دور سکونت رکھیں۔

بعدہٗ بہاء اللہ کو شہر عکہ علاقہ شام اور صبح ازل کو ایک جزیرہ میں بھیج دیا گیا بہاء اللہ سید علی محمد کا مرید تھا۔ اسکی کتاب "البیان" پر ایمان رکھتا تھا جس کی نسبت باب نے لکھا ہوا تھا کہ البیان کے بغیر اور کسی کتاب کے پڑھنے کی اجازت نہیں۔ کچھ عرصہ بعد بہاء اللہ کو خیال آیا کہ وہ بھی کوئی کتاب مرتب کرے۔ چنانچہ اس نے ایک کتاب اقدس نامی مرتب کی اور اپنے پیر و مرشد کی کتاب "البیان" کو منسوخ کیا بلکہ حکم دیا کہ البیان کے نسخوں کو تلاش کر کے نذر آتش کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ باب کا حکم تھا کہ البیان کے علاوہ سب کتب کو جلایا جائے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کی کتاب کو جلایا گیا۔ باب کا حکم تھا کہ تمام غیر بابیوں کو قتل کیا جائے لیکن خود ہی بابی بدولت ذلت کی موت سے قتل کئے گئے۔

قرآن کریم کے مقابل پر خراسان سے اٹھنے والی یہ دجالی تحریک ناکام رہی۔ باب نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ بابی لوگ ہمیشہ کرسی۔ چارپائی وغیرہ پر بیٹھا کریں۔ اس حکم کی حکمت باب نے یہ بتائی ہے کہ اس طرح ان کی عمریں دراز ہوں گی۔ کیونکہ کرسی وغیرہ پر بیٹھنے کا زمانہ عمر میں شمار نہ ہوگا شاید اسی بنا پر ہمارے دوست ابوظفر صاحب گورگانی نے اپنی دوکان کے سامنے ایک چوکی بنائی ہوئی ہے جس پر وہ بیٹھا کرتے ہیں۔

بہائی تعلیم

اب ذرا بہائیوں کے معبود بہاء اللہ کی تعلیم بھی ملاحظہ کریں۔

— اسلام کی تعلیم ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ اور کوئی معبود نہیں۔

— اس کے مقابل بہاء اللہ لکھتے ہیں (۱) انّنی انا اللہ لا الٰہ الا انا المہیمن القیوم (۲) انا رب کل شیء و ما دونی خلقی ایای فاعبدون۔ یعنی میں خدا ہوں میرے سوا تمام مخلوق ہے۔ اس لئے صرف میری عبادت کرو۔ لا الٰہ الا انا المسجون الفرید۔ یعنی کوئی خدا نہیں مگر میں اکیلا (بہاء اللہ) جو قید ہوں۔

ایسا خدا بہائیوں کو ہی مبارک ہو۔ جس کو ڈنڈے بھی پڑتے ہیں۔ اور جیل بھی جاتا ہے۔

باب کے متعلق بہاء اللہ لکھتا ہے۔ "انہ سلطان الرسل" یعنی باب۔ تمام رسولوں کا بادشاہ ہے بہاء اللہ نے باب کی عبارت الواح مبارکہ سے نقل کی ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کو میں نے ہی مبعوث کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دجال خراسانی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام سے افضل سمجھتا تھا۔ بہائیوں کا خیال ہے کہ اسلامی شریعت دنیا سے مٹ جائے گی اور بہائی شریعت دنیا میں قائم ہو جائے گی یہ خیال کرنے والے باب بھی فنا ہوا۔ اور بہاء اللہ بھی فنا ہوا الباقی (باقی)

ہندوستان کے وسیع ملک میں خدمت و اشاعت دین کا زرین موقع

گوشوارہ تقسیم و ترسیل مع لٹریچر بابت ماہ مئی ۵۸ء

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر اسلام کے صحیح راستہ پر گامزن ہونے کی توفیق بخشی اور خدمت دین اور اشاعت اسلام کے رستے سکھایا۔ اس انعام کو پا کر اور اس نعمت کو حاصل کر کے ہم جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ اس کی قدر کرنا اور اپنی اولاد و آئندہ نسلوں کو بھی اس کا وارث بنانے کا بھی ہم کو فکر ہونا چاہیئے۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ ہماری کسی سستی یا غلطی کی وجہ سے ہماری آئندہ نسلیں اس سے محروم رہ جائیں۔ کیونکہ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انبیاء۔ اولیاء اور بزرگوں کی اولاد بھی بعض حالات میں صحیح راستہ سے بھٹک کر عذاب الٰہی میں پکڑی گئی۔ لہٰذا ہمیں اپنے اعمال و کردار سے اور خدمت دین کے لئے قربانیاں کر کے نہ صرف اپنی اولاد اور آئندہ نسلوں کی تربیت کرنی ہے بلکہ اس مامور من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر جو عہد ہم نے "دین کو دنیا پر مقدم رکھنے" کا کیا ہے اس کو کماحقہ طور پر نبھانا بھی ہمارا اولین فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصانیف اور خطبات میں بڑی کثرت سے ایک اہم فرض یعنی "جہاد تبلیغ" کا جو حکم فرمایا ہے۔ اس کو ادا کرنے کے لئے جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اس سے ہمیں کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے اور آواز حق کو پہنچانے کے لئے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کا ہر خطہ اور ملک اور نہ صرف ہندو مسلمان اور سکھوں ہی کو بلکہ دنیا کی تمام قوموں کو پیش نظر رکھنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام آسان نہیں اور پھر ایک ایسی جماعت کے لئے جس کے ذرائع آمدنی بھی محدود و قلیل ہوں۔ مگر جس کو تائید حق اور نصرت خداوندی حاصل ہو۔ جسکی ترقی اور کامیابی کا وعدہ خود رب العالمین نے کیا ہو۔ وہ ضرور اور ضرور پورا ہوگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی و الہام الٰہی کے الفاظ کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بہر حال پوری ہوگی اور ایک حد تک ہو گئی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن بھی قریب ہیں جبکہ یہ الہام کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" بھی پورا ہوگا۔ چنانچہ جس روز یہ الہام پورا ہو جائے گا اس دن ہماری بڑی سے بڑی قربانی کی بھی کم سے کم قیمت رہ جائے گی۔ مگر ابھی دن ہیں اور موقعہ ہے کہ ہم چھوٹی سے چھوٹی قربانی کر کے بڑے سے بڑے اجر کے مستحق بن سکتے ہیں۔ مبارک و خوش قسمت ہیں اور کامیاب ہو گئے وہ جنہوں نے اس اہم فرض "جہاد تبلیغ" کی اہمیت کو سمجھا اور موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تن من دھن کی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کی۔

خدا کے فضل سے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان اس فریضہ تبلیغ کو باحسن و خوبی ادا کر رہی ہے۔ اور تبلیغی لٹریچر، اردو، ہندی، انگریزی، گورمکھی، ملیالم وغیرہ زبانوں میں۔ احمدی اور غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں کو مہیا کر رہی ہے۔ اور حقیقی اسلام پیش کر کے مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیکر ان کے دلوں سے کدورت و شبہات دور کر رہی ہے۔ مگر جیسا کہ احباب کو علم ہے اس سے قبل یہ طریق رہا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مدہائے (۱) اشاعت لٹریچر (۲) ڈاک لٹریچر (۳) کتب تبلیغی اور (۴) جلسہ ہائے بیرون کے لئے سالانہ معقول رقوم منظور فرماتی تھی۔ مگر امسال ان مدات کے لئے کوئی رقم منظور نہیں کی گئی۔ اور انجمن کی طرف سے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ مخلصین جماعت کو تحریک کر کے ان مدات کے لئے رقم حاصل کی جائے۔ اب آپکی اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بھجوائی جانے والی رقوم مد "نشر و اشاعت" میں جمع ہوا کرینگی۔ لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان مستقل اخراجات کے لئے حسب استطاعت ماہوار چندہ دیگر فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کریں اور دوسرے احباب کو بھی تحریک کریں نیز و عدوں کی فہرست جلد از جلد بھجوائیں۔

ابھی تک اس مد میں جو وصولی ہوئی اور جو وعدہ جات آئے ہیں وہ اس کام کی انجام دہی کیلئے تسلی بخش نہیں اور اسکی وسعت کے لحاظ سے بہت ہی کم ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے اور زیادہ سے زیادہ قربانی دے کر عند اللہ ماجور ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال و اخلاص میں برکت دے اور اپنے خاص انعامات سے نوازے آمین۔

اس تحریک کی تمام رقوم مد "نشر و اشاعت" کے نام سے محاسب صاحب، صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر بھجوائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور ہمیشہ ہمیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین

ماہ مئی ۱۹۵۸ء میں جو تبلیغی لٹریچر بذریعہ ڈاک غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کو بذریعہ ڈاک بھیجا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

خاکسار ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

گوشوارہ لٹریچر بابت ماہ مئی ۵۸ء

نام کتاب	زبان	تعداد
امن کے شہزادہ کا آخری پیغام	اردو	۱۹
″	ہندی	۱۶
″	انگلش	۳۸
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	″	۳۱
تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں	اردو	۲۴
احمدیہ موومنٹ ان انڈیا	انگلش	۵۳
کرشن اوتار کا پیغام	ہندی	۷
عقائد و تعلیمات	اردو	۳
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	انگلش	۱۹
احمدیت کا پیغام	″	۲۰
احمدی مسلمان ہیں	اردو	۱
احمدیت کیا ہے؟	انگریزی	۲۲
اس زمانہ کے امام کو ماننا ضروری ہے	اردو	۳۰
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	انگریزی	۱۰
″	اردو	۲۲
تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	اردو	۱۲۸
آسمانی تحفہ	اردو	۱۳
″	ہندی	۱۰
″	گورمکھی	۵
مولانا مودودی کے بیان پر تبصرہ		۲
حقیقی اسلام۔ تصنیف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب		۱۸
″ ″ مولوی محمد سلیم صاحب		۱
خاتم النبیین کے معنی		۷
تناسخ و آواگون	اردو	۴
چوتویں بچپل	گورمکھی	۲۸
خصوصیات قرآن		۲۴
فتویٰ مصر		۹
اسلام و اشتراکیت	اردو	۴
خلافت ثانیہ کا قیام		۵
ضرورت مذہب		۱
مساوات انسانی اتحاد مذہب اور روحانی اور مادی ترقی کا واحد ذریعہ اسلام ہے		۱
پرانا سٹاک		
علمی معجزہ		۱
تمام دنیا کے مسلمانوں کو چیلنج مع دس ہزار روپیہ ۱۰۰۰۰۰		۱
الہدیٰ		۱
لائف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب	انگریزی	۲
ناقابل تسخیر قلعہ	″	۱
احمدیہ پاکٹ بک		۱
دس شرائط بیعت	انگریزی	۸
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	اردو	۳
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک چارٹ		۵
(بیرونی لٹریچر)		
سوال و جواب	انگریزی	۱
انسانیت کا ہمدرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	انگریزی	۹
(خریدکردہ لٹریچر)		
اسلامی اصول کی فلاسفی	انگریزی	۳
نظام نو	″	۲
اسلام کا اقتصادی نظام	اردو	۱
احمدیہ موومنٹ	انگلش	۱
دی احمدیہ فیملی فاؤنڈر	″	۱
اسوۂ حسنہ		۱
انسان کامل		۱
میری والدہ		۱
نماز مترجم	انگریزی	۱
میزان کل		۴۱۰

سچے مہدی کی شناخت

(بقیہ صفحہ نمبر ۹)

بہائیت کو کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو قائم کیا ہے۔ بہائی لوگ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اب وہ زمانہ آگیا ہے جس میں خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم جس کو گالیاں دی گئی ہیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی ہے۔ وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے اسی کو تاج عزت پہنایا گیا اسکے غلاموں میں ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔"

ابوظفر صاحب غور سے سنیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ دنیا میں آکر اپنی روحانی قوت سے لوگوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے اس کے دشمن اس کے قتل کرنیکے منصوبے کرتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے مامور کی غیر معمولی تائید و نصرت کرتا ہے اور جس غرض کو لے کر وہ اس دنیا میں آتے ہیں وہ نہایت صفائی سے پوری ہوتی ہے۔ اور اُن کے ہاتھ سے لگایا ہوا تقوے اور طہارت کا پودہ دلوں میں جڑ پکڑتا ہے۔ اور بالآخر ایک دنیا اس کے شیریں پھلوں سے حیات ابدی پاتی ہے۔ اور ایک عظیم الشان روحانی انقلاب دیکھتی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایسا ہی ہوا۔ احمدیت کا پودہ خدا کے فضل سے اپنی شاخیں نکال رہا ہے۔ ایک دنیا اس سے شیریں ثمرات سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ اس لئے مبارک وہ جو اس تک راہنمائی پائے اور اس کے گھنے سائے میں آنے کی کوشش کرے!!

صوفی نذیر احمد صاحب کشمیری سے خطاب

(بقیہ صفحہ نمبر ۸)

بہت سی ابتلائیں لکھی ہیں اور انشاء اللہ ہم ہر ابتلاء میں سے کندن بن کے نکلتے رہیں گے۔

دعوتِ اتحاد | صوفی صاحب! آپ نے تعالوا الی کلمۃٍ سواءٍ بیننا وبینکم کا حوالہ دے کر جو احمدیوں کو دعوتِ اتحاد دی ہے ہم اس پر لبیک کہتے ہیں اور اس سے پہلے بھی بار بار لبیک کہہ چکے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس میدان میں بھی ہم لوگ آپ پر گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ آپ لوگوں نے شروع میں ہم لوگوں کے خلاف مقاطعہ اور قتل کا فتویٰ دیا۔ مسجد میں ہمارا داخلہ ممنوع ٹھہرایا۔ ہم سے منعقدہ نکاح کی حرمت کا اعلان کیا۔ ہمیں اپنے قبرستان میں تجہیز و تدفین سے روکا اور جو دفن ہوئے ان میں سے بعض کی قبریں کھود دی گئیں۔ بعض کو قبر سے نکال کر جلا دیا گیا۔ جب آپ لوگ جوشِ بغض و حسد میں تقویٰ اور خدا ترسی کی "سرحد" طے کر گئے تو اس وقت ہم لوگوں نے آپ لوگوں کو آواز دی اور کہا۔

یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ۔

اور یہ دعوت ہماری طرف سے برقرار رہی۔ اور آپ میں سے بہت سے نیک دل و پاک طینت اشخاص نے ہماری دعوت کی قدر بھی کی۔

پھر ایک عرصہ کے بعد جب غیر ممالک میں تبلیغِ اسلام، تعمیرِ مساجد اور تراجمِ قرآن کا کام بہت بڑھ گیا۔ اور آپ لوگ اسی طرح کنجِ عافیت میں بیٹھے رہے تو ہم لوگوں نے پھر آپ کو آواز دی اور اشاعتِ اسلام کے میدان میں تعاون کے لئے پکارا۔ اور یہ آج ہماری ہی "صدائے بازگشت" جو آپ لوگوں کی زبان سے سنی جا رہی ہے۔

نصب العین | اگر صوفی صاحب ہم اتنا پوچھیں کہ آپ نے ہم لوگوں کو جو اشتراکِ عمل کی دعوت دی ہے آپ کا نصب العین کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس اتحاد کا انجام بہر جلد در رسائی نمک رسید نمک شد" والا ہو؟

محترم! ہم تو سیاسی جماعتوں کو بھی دیکھتے ہیں کہ اس طرح کسی کو اندھی دعوت نہیں دیتی۔ مسلم لیگ، کمیونسٹ پارٹیاں اگر کسی کو اشتراکِ عمل کی دعوت دیتی ہیں۔ تو ان کے سامنے اپنی پارٹی کی ایک معین پالیسی ہوتی ہے مگر آپ کے سوادِ اعظم کا کیا پروگرام ہے؟ آپ میں سے تو ہر شخص نے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا رکھی ہے۔ اور اپنا قبلہ الگ بسا رکھا ہے۔ پہلے آپ انہیں یہ آیت سنائیے پھر جماعت احمدیہ کی طرف توجہ فرمائیے۔

دعوتِ عمل | صوفی صاحب! اس تحریر کے ذریعہ ہم پھر آپ کو "اشتراکِ عمل" کی دعوت دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس وقت جماعت احمدیہ "شجرہ طیبہ" کی آبیاری میں لگی ہے۔ نخلِ اسلام جو بادِ سموم سے مرجھا رہا ہے اسے ہرا بھرا کرنے کی کوشش میں مشغول ہے۔ آئیے! آپ بھی دستِ تعاون بڑھائیے ہم اور آپ دونوں ایک ہی آقا کے غلام ہیں اس غلامی کے ناطے عزت کی حفاظت کرنا ہم سب کا مشترکہ فریضہ ہے۔

اگر آپ حضرات نے اس فریضہ کی طرف توجہ کی ہوتی اور لشکرِ کفر و الحاد کے خلاف مورچہ لگایا ہوتا تو یقیناً ہم لوگ اس کی صفِ اول میں ہوتے۔ مگر آپ جیسے اکابرِ امت تو اپنے فرضِ منصبی سے غافل رہے بس یہ خدا نے اس فرض کی ادائیگی کے لئے جماعت احمدیہ کو منتخب کیا۔ ابھی اس جماعت کے "آغازِ کار" کو صرف پچاس سال ہوئے ہیں۔ مگر اس کی اولوالعزمی اور بلند کرداری دیکھئے۔ کہ ساری دنیا میں اس کے "اخلاقی اقدار" کا غلغلہ بلند ہونے دیا ہے۔ وہ "فروعی مسائل" جن سے جسدِ ملت تار تار ہو رہا تھا۔ اس جماعت کا قائد اس کی رفوگری میں مصروف ہے۔ حکم۔ عدل اور مقسط۔ جس بابرکت "سراپا" میں ان تینوں صفات کے ظہور کا انتظار تھا وہ ظاہر ہو گیا۔ آئیے۔ ان سے "پیمانِ وفا" باندھیئے۔ امید ہر کاروان زمانے کی ہزاروں گردشوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔

سہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(ن۔ ج (۱))

وقفِ جدید کی اہمیت
اور احباب سے التماس

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے جماعت میں تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی اعتبار سے خاص بیداری اور جوشِ عمل پیدا کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کی تحریک جاری فرمائی ہے۔ اور اس تحریک کی اہمیت اور فائدہ کے پیشِ نظر اس کو صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید سے علیحدہ تنظیم بنانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ قادیان میں وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے نام سے اس کا اجراء کر دیا گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اس تحریک کے ماتحت مختلف حلقوں میں واقفین کو پھیلایا جائے۔ اور

"ہر مرکز سال میں پانچ ہزار آدمیوں کو اسلام میں پختہ کرے اور ان کی اصلاح و تعلیم کے کام کو مکمل کرے۔"

ہندوستان کے وسیع و عریض ملک میں مسلمانوں میں نیا جوشِ عمل، اخلاص اور تعلیم و تربیت کی بہت ضرورت ہے۔ بالخصوص ہر جماعت کو ان کاموں کے لئے ایسے احباب کی ضرورت ہے۔ جو ان کو بیدار، فعال اور زندہ رکھ سکیں۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مندرجہ ذیل طریق پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ ہر مخلص احمدی جو اس تحریک میں شامل ہو سال میں کم از کم مبلغ چھ روپے اس سکیم کے ماتحت ادا کرے۔ اگر یکمشت ادائیگی مشکل ہو تو یہ رقم قسط وار بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ جملہ رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اس مد کی تصریح کے ساتھ بھجوائی جائیں۔ اور انجمن وقفِ جدید کے انچارج کو اس سے براہِ راست بھی اطلاع دی جائے۔

۲۔ جن احباب کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ چھ روپے سالانہ سے زائد رقم کا بھی وعدہ اور ادائیگی فرما کر زیادہ ثواب کے مستحق ہوں۔ اور خاندان کے ہر فرد کو اس تحریک میں شامل فرمائیں۔

۳۔ زمیندار احباب اپنی زمینوں میں سے جس قدر ہو دینی اغراض کے لئے اس سکیم کے ماتحت وقف کریں۔ اور اس زمین کی سالانہ آمدنی وقفِ جدید کی انجمن کو ادا فرمائیں۔

۴۔ جو احباب مبلغ چھ روپے کی ادائیگی کی اکیلے توفیق نہ پائیں ان کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے کہ ایک سے زائد افراد مل کر یہ رقم سالانہ پوری فرمائیں اور وعدہ کو مل کر باقاعدہ ادا کرتے رہیں۔

۵۔ جو احباب تبلیغی جوش و تجربہ رکھتے ہوں اور قرآن کریم کا سادہ ترجمہ اور مسائل ضروریہ جانتے ہوں اور کتب سلسلہ پڑھ سکتے ہوں۔ وہ اس تحریک کے ماتحت اپنے آپ کو وقف کریں۔ تاکہ ان کو مختلف حلقوں میں تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی کاموں کے لئے مقرر کیا جا سکے۔ ایسے واقفین اگر طب، کاشتکاری یا کسی ہنر کو جانتے ہوں تو زیادہ بہتر ہے ان کو مناسب گذارہ دیا جائے گا۔

امید ہے احباب اس مبارک تحریک میں خود بھی شامل ہوں گے اور دوسرے احباب میں بھی تحریک کر کے ان کو اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنائیں گے۔ جملہ امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال سے استدعا ہے کہ وہ اس تحریک کے لئے وعدے لیکر مجھے بھجوائیں اور جو رقوم وصول ہوں وہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں "وقفِ جدید" کی مد میں ارسال کر کے مجھے براہِ راست اطلاع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے اور آپ سے زیادہ سے زیادہ اور خالص خدماتِ دینیہ لیکر بہترین اجر عطا فرماوے۔ آمین۔ (خاکسار انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

نئے ڈپٹی کمشنر شری دمودھر داس صاحب سے احمدیہ وفد کی ملاقات!

بٹالہ ۳۰ رجون۔ آج ڈاک بنگلہ میں احمدیہ وفد جس میں مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔اے ناظر امور عامہ۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے شامل تھے۔ جناب دمودھر داس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے ملا۔ ان کی خدمت میں قادیان کے حالات اور سلسلہ کی خصوصیات بیان کیں ڈپٹی صاحب نے بہت توجہ اور دلچسپی سے جملہ باتیں سنیں۔ اور ہماری درخواست پر قادیان بہت جلد آنے کا وعدہ فرمایا۔ ان کی خدمت میں اسلامی اصول کی فلاسفی، نظام نو اور احمدیہ موومنٹ برائے مطالعہ پیش کی گئیں۔ جو انہوں نے خوشی سے قبول فرمائیں۔

اس موقعہ پر سردار جگت سنگھ صاحب ایس۔ ڈی۔ ایم۔ بٹالہ اور سردار ہنس راج سنگھ صاحب تحصیلدار اور بعض دیگر افسران سے بھی جو وہاں پر موجود تھے ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نتائج مبارک کرے۔

ایک اصلاحی قدم؟ بقیہ صفحہ ۲

انہیں روشن کونوں کو راکھ میں دبا دیا جائے تو تھوڑی دیر بعد جلتے ہوئے کوئلے بھی بجھ کر راکھ ہو جائیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عامۃ المسلمین ہمارے حسن سلوک کے نسبتاً زیادہ حقدار ہیں۔ مگر اس کے لئے بھی تو بعض حدود کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان حدود کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے مداہنت کا ایسا رنگ غالب آ جائے جو کسی وقت اپنے ہی معتقدات سے دور پھینک دے!! پس احمدی نقطۂ نظر سے ہمارے نزدیک غیر مبایعین کا یہ قدم کسی صورت میں بھی قابل تعریف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور ان حضرات کو اس بارہ میں ضرور سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے!!

جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند توجہ فرمائیں!

مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ بنگلور ۱۵ جولائی ۵۸ء سے انسپکٹر بیت المال کے طور پر جماعت ہائے احمدیہ جنوبی ہند کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں نظارت ہذا کی طرف سے ان کو نشر و اشاعت کے لئے وعدہ جات لینے اور رقم وصول کرنے کے لئے بھی مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا احباب اور جماعتیں ان کو باقاعدہ رسید ادائیگی فرماویں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ایک مدرس کی فوری ضرورت

مدرسہ احمدیہ قادیان کے لئے ایک عربی دان معلم کی ضرورت ہے خصوصیت سے علم منطق۔ فلسفہ اور عربی ادب کی تعلیمی مہارت رکھنے والے معلم کو ترجیح دی جائے گی تنخواہ بالمقطعہ ایک سو روپیہ ماہوار دی جائے گی۔ رہائشی مکان مفت دیا جائیگا۔ جماعت احمدیہ نیز غیر از جماعت معلموں کی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ اور مبلغ کی تصدیق کے ساتھ آنی ضروری ہیں۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔

خبریں

بٹالہ ۲۸ رجون۔ سردار نرینجن سنگھ بھلیر تقرر بطور جنرل سیکرٹری ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی پر ان کے اعزاز میں منڈل کانگریس کے صدران کی طرف سے بٹالہ میں ایک پارٹی کا انتظام کیا گیا جس میں ضلع کی منڈل کمیٹیوں کے عہدیداران اور نمائندگان نے شرکت کی۔ اس پارٹی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی نمائندگی کے لئے شریک ہوئے جناب پنڈت گوردکھا مل صاحب ایم۔ایل۔اے اور جناب خیراتی رام صاحب ممبرین نے بھلیر صاحب کو ان کے تقرر پر مبارکباد دی۔ اور سردار نرینجن صاحب بھلیر نے شکریہ ادا کیا۔ ایک تقریب میں جناب سردار جگت سنگھ صاحب ایس۔ ڈی۔ ایم اور جناب سردار سربنس راج سنگھ صاحب تحصیلدار نے بھی شرکت فرمائی۔

مکہ معظمہ (حجاز) ۲۹ رجون: کل رات حکومت سعودی عرب کی وزارت صحت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ حج کی تقریب گذشتہ شب ختم ہو گئی۔ اس سال دنیا کے مختلف خطوں سے آئے ہوئے ۱ لاکھ زائرین نے فریضہ حج ادا کیا۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ۲۵ حاجی کے دوران وفات پا گئے۔ موتیں یا گرمی یا بڑھاپے کے سبب واقع ہوئیں کوئی وبائی مرض نہیں پھیلا۔

دہلی ۲۹ رجون۔ ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۸ رجون ہفتہ کو ہندوستان بھر میں کروڑوں فرزندان اسلام نے عید الاضحیہ کی تقریب سعید کو نہایت دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ منایا۔ نماز دوگانہ ادا کی۔ اور سیدنا حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کا حقیقی مظاہرہ پیش کیا۔ ... نماز دوگانہ کی ادائیگی کے بعد دنیا میں قیام امن اور الجزائر و دوسرے اسلامی ممالک کی آزادی کے دعائیں کی گئیں۔ راجدھانی میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ہندو مسلم یگانگت اور اتحاد کا نظارہ دیکھنے میں آیا۔ ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے مسلمان دوستوں سے ان کے گھروں پر ملاقاتیں کیں اور انہیں عید کی مبارکباد پیش کی۔ دلی میں نماز عید الاضحیہ عیدگاہ کے علاوہ اور بھی کئی بڑی اور تاریخی مساجد اور میدانوں میں ادا کی گئی۔

کراچی۔ ۲۹ رجون کل یہاں پر سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مغربی پاکستان کے ایک یونٹ کو انتظامی طور پر علاقائی یونٹوں میں تقسیم کرنے کا مرحلہ قریب قریب پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت مغربی پاکستان کے ایک یونٹ کو چار علاقائی یونٹوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ان کے صدر دفاتر پشاور۔ لاہور۔ حیدر آباد اور کوئٹہ میں رہیں گے۔ زیادہ تر انتظامی اختیارات ان یونٹوں کو دیدیئے جائیں گے۔ لاہور میں صرف اسمبلی اور کابینہ کا سیکرٹریٹ